ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
29
www.tanzeem.org
یکم تا 7 ذوالقعدہ 1438ھ/25 تا 31 جولائی 2017ء

اس شمارے میں

افراد نہیں نظام بدلیں

قرآن کا پیغام: مسلمانوں کے نام

مطالعۂ کلامِ اقبال

پاکستان کے اندرونی اور بیرونی بگڑے ہوئے حالات اور دین کی راہنمائی

پاکئ داماں......؟

فریضۂ حج اور اس کی شرائط

عبرت سرائے دہر ہے اور ہم ہیں دوستو!

یہود و ہنود کا گٹھ جوڑ اور ہم

نسلوں کی بربادی

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس چیز میں فحاشی ہو وہ اسے عیب دار بنا دیتی ہے اور جس چیز میں حیا ہو وہ اسے زینت بخشتی ہے۔'' اس حدیث سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ فحاشی کی ضد حیا ہے اور حیا ایمان کا ایک لازمی حصہ ہے اور انسان کو جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ مسلمان حیا دار ہوتا ہے اور وہ اسلامی حدود و قیود میں رہ کر زندگی بسر کرتا ہے جب کہ بے حیا انسان جو چاہے کر گزرتا ہے۔ وہ اخلاقی، سماجی اور مذہبی حدود و قیود کا پابند نہیں ہوتا۔ آج حیا دم توڑ رہی ہے۔ فحاشی پھیلانے کے ذرائع عام ہو گئے ہیں، جس سے گھروں اور معاشرے میں خیر و برکت ختم ہو رہی ہے۔ آج کیا مذہبی کیا غیر مذہبی اکثر گھروں میں ٹی وی بنیادی ضرورت بن گیا ہے، جس کے ذریعے دشمن کے ایجنڈے کو فروغ دے کر ہماری نسلوں کو برباد کیا جا رہا ہے۔ ڈراموں اور مختلف پروگراموں سے بڑھ کر فحاشی و بے حیائی کا سب سے بڑا ذریعہ اشتہارات ہیں، ٹی وی دیکھتے ہوئے جن سے بچنا ناممکن ہے جبکہ حال یہ ہے کہ پورا گھرانہ نہایت اطمینان کے ساتھ بیٹھ کر ان سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ انٹرنیٹ کے آزادانہ استعمال کے ذرائع اور موبائل فون (خصوصاً کیمرے والے) تو ہم بچوں کو فخر سے مہیا کر دیتے ہیں لیکن اس کی تباہ کاریوں سے ہماری آنکھیں بند ہیں۔ خاندانی تعلقات میں بے تکلفی کے نام پر نوجوان رشتے دار لڑکے لڑکیوں کا آپس میں بے محابا اختلاط سنگین معاشرتی مسائل کو جنم دے رہا ہے۔ سیاسی رہنماؤں نے بھی تہیہ کر رکھا ہے کہ قوم کی رگوں سے حیا کو نکال کر ہی دم لینا ہے۔ ایک عرب کہاوت یاد آتی ہے کہ جب قوم کا بڑا ڈھول بجانے میں مصروف ہو تو قوم ضرور ناچنے میں مگن ہو گی۔

ہماری نسلوں کی بربادی میں اس سرمایہ دارانہ نظامِ تعلیم نے کہیں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔ اسی کا ایک مظہر مخلوط نظامِ تعلیم عام ہو جانا ہے۔ جوان لڑکے اور لڑکیوں کا تعلیم کے نام پر باہمی اختلاط کوئی عیب ہی نہیں ہے اور اچھے شریف اور دیندار گھرانوں کی لڑکیاں اور لڑکے باہم ایک دوسرے کو ''یار'' کہہ کر مخاطب کرتے ہیں اور کوئی بُرا نہیں سمجھتے۔ فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

''جب تم میں حیا نہ رہے تو جو تمہارا جی چاہے کرو۔'' (بخاری)

عطاء الرحمٰن اخوانی

الھدیٰ (764)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے باپ کو دعوت

سُورۃُ مَریَم | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات:42تا 44

اِذۡ قَالَ لِاَبِیۡہِ یٰۤاَبَتِ لِمَ تَعۡبُدُ مَا لَا یَسۡمَعُ وَ لَا یُبۡصِرُ وَ لَا یُغۡنِیۡ عَنۡکَ شَیۡئًا ﴿۴۲﴾ یٰۤاَبَتِ
اِنِّیۡ قَدۡ جَآءَنِیۡ مِنَ الۡعِلۡمِ مَا لَمۡ یَاۡتِکَ فَاتَّبِعۡنِیۡۤ اَہۡدِکَ صِرَاطًا سَوِیًّا ﴿۴۳﴾ یٰۤاَبَتِ لَا
تَعۡبُدِ الشَّیۡطٰنَ ؕ اِنَّ الشَّیۡطٰنَ کَانَ لِلرَّحۡمٰنِ عَصِیًّا ﴿۴۴﴾

آیت ۴۲ ﴿اِذۡ قَالَ لِاَبِیۡہِ یٰۤاَبَتِ لِمَ تَعۡبُدُ مَا لَا یَسۡمَعُ وَ لَا یُبۡصِرُ وَ لَا یُغۡنِیۡ عَنۡکَ شَیۡئًا ﴿۴۲﴾﴾ ’’یاد کیجیے جب ابراہیم نے اپنے والد سے کہا: ابا جان! آپ کیوں بندگی کرتے ہیں ایسی چیزوں کی جو نہ سن سکتی ہیں اور نہ دیکھ سکتی ہیں اور نہ ہی آپ کے کچھ کام آ سکتی ہیں۔‘‘

اِن آیات کے حوالے سے یہ نکتہ لائق توجہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے والد کو مخاطب کرنے کا انداز انتہائی مؤدبانہ ہے: یٰۤاَبَتِ ’ یٰۤاَبَتِ (اے میرے ابا جان! اے میرے ابا جان!)۔ ایک داعی اور مبلغ کے لیے یہ گویا ایک مثال ہے کہ اگر اسے دعوت و تبلیغ کے سلسلے میں اپنے سے کسی بڑے یا کسی بزرگ کو مخاطب کرنا ہو تو اس کا طرزِ تخاطب کیسا ہونا چاہیے۔ اس لحاظ سے یہ قرآن مجید کا بہترین مقام ہے۔

آیت ۴۳ ﴿یٰۤاَبَتِ اِنِّیۡ قَدۡ جَآءَنِیۡ مِنَ الۡعِلۡمِ مَا لَمۡ یَاۡتِکَ﴾ ’’ابا جان! یقیناً میرے پاس وہ علم آیا ہے جو آپ کے پاس نہیں آیا‘‘

مجھے اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی حقائق سے آگاہ کیا ہے۔ میرے پاس وہ ہدایت آئی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان سے ان الفاظ میں وعدہ فرمایا تھا: ﴿فَاِمَّا یَاۡتِیَنَّکُمۡ مِّنِّیۡ ہُدًی ......﴾ (البقرہ:۳۸)۔

﴿فَاتَّبِعۡنِیۡۤ اَہۡدِکَ صِرَاطًا سَوِیًّا ﴿۴۳﴾﴾ ’’پس آپ میری پیروی کیجیے‘ میں آپ کو دکھاؤں گا سیدھا راستہ۔‘‘

آپ میرا کہنا مانیے‘ میرے پیچھے چلیے‘ میں یقیناً سیدھے راستے کی طرف آپ کی راہنمائی کروں گا۔

آیت ۴۴ ﴿یٰۤاَبَتِ لَا تَعۡبُدِ الشَّیۡطٰنَ ؕ اِنَّ الشَّیۡطٰنَ کَانَ لِلرَّحۡمٰنِ عَصِیًّا ﴿۴۴﴾﴾ ’’ابا جان! آپ شیطان کی بندگی نہ کیجیے‘ شیطان یقیناً رحمٰن کا نافرمان تھا۔‘‘

اس شیطان کی فرمانبرداری مت کیجیے جو اللہ تعالیٰ کے سامنے بغاوت اور سرکشی کا ارتکاب کر چکا ہے۔

فرمان نبویؐ

قیامت سے پہلے قتلِ عام

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ :((لَا تَقُوۡمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یَکۡثُرَ الۡھَرۡجُ)) قَالُوۡا وَمَا الۡھَرۡجُ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم !قَالَ: ((اَلۡقَتۡلُ ، اَلۡقَتۡلُ))

(مسلم کتاب الفتن واشراط الساعۃ)

’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ ’’ھرج‘‘ کی کثرت نہ ہو جائے‘‘۔ حاضرین نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ’ھرج‘‘ کسے کہتے ہیں؟ آپ ؐ نے فرمایا: ’’قتل، قتل‘‘۔

تشریح: اس حدیث میں غالباً ہمارے اس الحاد و مادیت کے پُرفتن دور کی طرف اشارہ ہے جس میں انسانی جان کا ذرہ بھر احترام باقی نہیں رہا۔ بڑی بڑی سامراجی حکومتوں اور عہد حاضر کے آمروں اور ڈکٹیٹروں نے محض اپنی کرسی اور وقار کی خاطر لاکھوں اور ہزاروں انسانوں کو تہ تیغ کیا ہے۔ مغربی لیڈروں اور سرخ ڈاکوؤں کے رحم و کرم پر جینے والے ایشیائی حکمرانوں نے اپنے اپنے ملکوں اور خود اپنی قوموں کے ساتھ جو حسن سلوک کیا ہے اس نے انسانیت کی عزت و آبرو خاک میں ملادی ہے۔ امریکا گزشتہ ربع صدی میں عالم اسلام میں خون کی ندیاں بہانے میں مصروف ہے۔ یہ سب اس بات کی علامت ہے کہ دنیا کا نظام اپنی عمر کے آخری دور میں ہے اور قیامت کا نظام بہت جلد نمودار ہونے والا ہے۔

اداریہ

مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

افراد نہیں نظام بدلیں

16 اکتوبر 1951ء کو پاکستان کے پہلے وزیراعظم لیاقت علی خان کو لیاقت باغ راولپنڈی میں ایک عوامی اجتماع سے خطاب کے دوران شہید کر دیا گیا، فوری طور پر اُن کے قاتل کو بھی ہلاک کر دیا گیا گویا شہید کا خون ابھی پوری طرح زمین میں جذب بھی نہ ہوا ہوگا کہ قتل کے شواہد اور مدعا ہی دفنا دیا گیا۔ لیاقت علی خان قریباً چار سال پاکستان کے وزیراعظم رہے۔ اس دوران نوزائیدہ ریاست پاکستان اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی کوشش کر رہی تھی کہ اس واردات کا ارتکاب ہوگیا۔ پھر اگلے سات سال میں یعنی اکتوبر 1958ء تک کے اس مختصر عرصہ میں پاکستان میں خواجہ ناظم الدین سے لے کر فیروز خان نون تک چھ وزرائے اعظم پے در پے گورنر جنرل کے ہاتھوں برطرف ہوئے یا اسمبلی میں اُنہیں عدم اعتماد کا سامنا کرنا پڑا۔ بالفاظ دیگر ملک سیاسی عدم استحکام کا شکار ہوگیا اور ہمارے دشمن ملک بھارت کے وزیراعظم پنڈت نہرو نے اس سیاسی عدم استحکام پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ''میں اُتنے کپڑے نہیں بدلتا جتنی پاکستان میں حکومتیں بدلتی ہیں۔'' اس روز روز کی اُکھاڑ پچھاڑ سے عوام بھی تنگ آ چکے تھے۔ لہٰذا جب اکتوبر 1958ء میں پہلا ایوب خانی مارشل لاء نافذ ہوا تو عوام نے سکھ کا سانس لیا اور کہا گیا کہ اب پاکستان کی تقدیر بدل جائے گی، سب اچھا ہو جائے گا۔ گیارہ سال تک ایوب خان نے پورے جاہ وجلال کے ساتھ حکومت کی۔ 1968ء میں ایوب خان نے اپنی حکمرانی کا دس سالہ جشن منایا۔ لیکن فوری بعد ہی جو کچھ سیاسی اور عوامی حکومتوں کو کہا جاتا تھا وہی کچھ بلکہ اُس سے بھی بڑھ کر فوجی صدر ایوب خان کو کہا جانے لگا۔ اُن کے خلاف عوامی تحریک چلائی گئی ایک بار پھر کہا گیا کہ ایوب خان اصلاً برائی اور فساد کی جڑ ہے۔ ایوب خان چلا جائے گا تو سب مسئلے حل ہو جائیں گے، سب اچھا ہو جائے گا۔ پاکستان جنت نظیر ہوگا۔

یحییٰ خان نے اگلا مارشل لاء لگایا۔ اُس کے دور میں پاکستان کو اپنے ازلی دشمن سے ذلت آمیز شکست ہوئی، پاکستان دولخت ہوگیا۔ یحییٰ خان بھی رخصت ہوا، اور ذوالفقار علی بھٹو آ گیا۔ اُنہوں نے قریباً 4 سال سے کچھ زیادہ وقت لیا پھر ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف تحریک نظام مصطفےٰ کا ڈول ڈالا گیا اور حقیقت یہ ہے کہ یہ تحریک بے مثل تحریک تھی۔ نہ اس سے پہلے ایسی تحریک چل سکی اور نہ ہی مستقبل میں ایسی ہمہ گیر پُر جوش تحریک چلنے کا کوئی امکان ہے۔ بھٹو کے خلاف جن جماعتوں کا اتحاد ہوا۔ وہ اس بات پر یک آواز ہوگئے کہ ملک میں فساد کی جڑ بھٹو خود ہیں۔ اگر بھٹو چلا جائے تو اس ملک میں گناہ اور خلافِ شرع کام ختم ہو جائیں گے۔ ملک شاد باد ہوگا۔ لہٰذا ضیاء الحق نے ملکی مفاد میں عنان حکومت سنبھال لی اور ڈٹ کر گیارہ سال حکومت کی۔ ضیاء الحق کا انتخابات کے حوالے سے وعدے اور

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

یکم تا 7 ذوالقعدہ 1438ھ — جلد 26
25 تا 31 جولائی 2017ء — شمارہ 29

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا------------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

منحرف ہونا' عوام پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھ رہے تھے۔ اسلام کے نفاذ کے حوالے سے اُن کا تذبذب اور Pick & choose کا طرزِ عمل انتہائی تکلیف دہ تھا۔ بہرحال اُنہیں فضا میں نشانہ بنایا گیا۔

1988ء سے پھر عوامی دور کا سلسلہ شروع ہوا۔ نواز شریف اور بے نظیر بھٹو آمنے سامنے آ گئے۔ انہوں نے اقتدار کی میوزک چیئر کا سلسلہ شروع کر دیا کبھی بے نظیر تخت نشین ہوتیں اور کبھی نواز شریف اپنے سر پر تاج سجا لیتے۔ لیکن عوام کو دونوں سے مایوسی ہوئی۔ ان کی جگہ کمانڈو مشرف نے لی۔ شروع ہی میں ایسے خطابات فرمائے اور اپنا ایجنڈا لوگوں کو بتایا تو لوگوں نے اُس سے بڑی توقعات باندھ لی لیکن پھر اُسی مشرف کے خلاف وکلاء نے تحریک چلائی عوام نے ساتھ دیا۔ مشرف لبرل تھا، اُس نے امریکیوں کے سامنے سر جھکا دیا۔ اُس نے ملک کی ناک کٹوادی اور وہ بوریا بستر لپیٹ کر بیرون ملک چلا گیا۔ ایسا معلوم ہونے لگا کہ اب سیاست دانوں نے سبق سیکھ لیا ہے اور وہ صراطِ مستقیم اختیار کریں گے۔ نواز شریف اور بے نظیر بھٹو نے میثاق جمہوریت کر لیا۔ لیکن اُس کی صرف ایک شق پر عمل ہوا اور وہ یہ کہ دونوں نے لوٹ مار کرنے کی ایک دوسرے کو کھلی چھٹی دی۔ لہٰذا پاکستان پیپلز پارٹی بدترین گورننس کے باوجود پاکستان میں پہلی بار ایک حکومت اپنا tenure پورا کرنے میں کامیاب ہو گئی لیکن عوام کی چیخیں نکل گئیں۔ میثاق جمہوریت کے مطابق اب نواز شریف باری لینے آئے لیکن اب اپوزیشن پارٹی اور لیڈر بدل چکا تھا۔ زرداری کی مفاہمت کی پالیسی درحقیقت لوٹ مار میں تعاون کی شکل اختیار کر گئی۔ لیکن صورت حال میں یہ تبدیلی آئی کہ پیپلز پارٹی اور زرداری کی جگہ تحریک انصاف اور عمران خان نے لے لی۔ مختصراً عرض یہ ہے کہ اس وقت جو صورت حال ہے وہ کچھ یوں ہے کہ نواز شریف بُرائی، کرپشن اور جعلسازی کا سمبل بن چکے ہیں۔ ایک بار پھر یہ صدا لگائی جا رہی ہے کہ نواز شریف چلا جائے تو سب اچھا ہو جائے گا۔

محترم قارئین! یہ جو ہم نے حکمرانوں کی آمد و رفت کی کہانی آپ کو سنائی ہے ایسا نہیں ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ آپ لوگ اس سے بے خبر اور ناآشنا تھے۔ یقیناً عوام کی اکثریت یہ سب کچھ جانتی ہے۔ ہم اپنے قارئین کی توجہ صرف ایک نکتہ کی طرف مبذول کروانا چاہتے تھے کہ پاکستان میں عوام ہی نہیں خواص اور دانشور بھی افراد اور شخصیات کو فوکس کرتے ہیں۔ اشخاص سے توقعات باندھتے ہیں۔ اُن سے تبدیلیوں کی توقع کرتے ہیں۔ پھر جب یہ توقعات پوری نہیں ہوتیں تو ان اشخاص کو معتوب کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ اصل خرابی تو نظام میں ہے۔ اصل خرابی تو معاشرے کی اٹھان میں ہے۔ اس فرسودہ نظام میں بالفرض کوئی رجلِ رشید قیادت کے لیے سامنے آ بھی جاتا ہے تو اُس کی کامیابی کے امکانات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اس لیے کہ اُسے اس گلے سڑے معاشرے سے کیسے وہ لوگ دستیاب ہوں گے جو باطل نظام کو نیست و نابود کرنے کے لیے اُس کے دست و بازو بن سکیں۔

غور فرمائیے کیا وجہ ہے کہ عوام میں مذہب کی طرف رجحان بڑھنے کے باوجود اور مساجد میں حاضری میں غیر معمولی اضافے کے باوجود اور حج و عمرہ کے لیے پاکستانی مسلمانوں کی بے تابی کے باوجود ہمارا معاشرہ بحیثیت مجموعی اخلاقی لحاظ سے' دیانت داری اور عدل وانصاف کے حوالے سے' سچ اور حق کا ساتھ دینے کے حوالے سے، بدترین انداز میں زوال پذیر ہے۔ جھوٹی گواہیاں اور جعلسازی اگر حکمران کر رہے ہیں، جن کا فرض تھا کہ rule of law کو بلا امتیاز لاگو کریں تو پھر عوام کیا نہیں کریں گے جنہیں کئی قسم کی مجبوریاں لاحق ہوتی ہیں۔ لہٰذا معاشرے کی صحیح تربیت کی ضرورت ہے۔ صحیح تربیت کے لیے ہمیں ہمارے دین اسلام نے سب کچھ فراہم کر دیا ہے۔ اگر اُس سے مستفید ہونے سے اعراض کریں گے اور باطل نظام سے ٹکرانے کے لیے تیار نہیں ہوں گے، تو پھر حکمرانوں کے آنے جانے پر سر پیٹتے رہیں' رونے دھونے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام حق ہے اور غیر اسلام ناحق اور باطل ہے۔ مسلمان باطل کا مقابلہ نہیں کر سکتا اگر وہ اپنی نجی اور اجتماعی زندگی کو اسلام کے احکامات کا پابند نہیں کرتا۔ ہمارا یہ حال کیوں ہوا؟ نوبت یہاں تک کیوں پہنچی کہ ہمارے حکمران اور قائدین اب کرپشن کے ساتھ ساتھ جعلسازی بھی شروع کر دیں اور کذب بیانی اُن کا وطیرہ بن جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ جیسا دودھ ہوتا ہے ویسی بالائی ہوتی ہے۔ اگر جھوٹ، فریب، جعلسازی اور دولت کی اندھی ہوس معاشرے میں رچ بس جائے گی تو قیادت آسمان سے نازل نہیں ہوگی، اسی کیچڑے سے برآمد ہو گی۔ لہٰذا تبدیلی افراد کے آنے جانے سے نہیں نظام بدلنے سے آئے گی۔ ایسا نظام جو عدل وقسط پر مبنی ہو۔ جس میں امیر وغریب میں امتیاز نہ برتا جائے۔ خدارا اس نکتہ پر غور کیجیے کہ باطل نظام کے خاتمے اور عدل وقسط پر مبنی اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے میں کیا کر سکتا ہوں؟ ہر شخص چاہے وہ جسمانی لحاظ سے کمزور کیوں نہ ہو، چاہے کم علم کیوں نہ ہو، وہ بھی اس جدوجہد میں اپنا حصہ ڈال سکتا ہے اور یاد رکھیں! روز قیامت ہر شخص سے اس کی استطاعت اور استعداد کے مطابق جدوجہد کرنے کی پوچھ ہوگی۔ اللہ ہمیں روز قیامت سرخرو کرے۔ آمین

قرآن کا پیغام: مسلمانوں کے نام

سُورۃُ الحج کے آخری رکوع کی روشنی میں

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 14 جولائی 2017ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

محترم قارئین! سورۃ الحج کا آخری رکوع ہمارے زیر مطالعہ ہے۔ یوں تو پورے قرآن ہی کی اہمیت اور عظمت مسلّم ہے لیکن سورۃ الحج کا یہ رکوع قرآن مجید کے ان خاص حصوں میں سے ایک ہے جن کی انتہائی زیادہ اہمیت اس لیے ہے کہ ان میں قرآن کی دعوت کا خلاصہ بیان ہوا ہے۔ اور یہ خلاصہ دو حصوں میں ہے۔ چونکہ حضور نبی اکرم ﷺ تمام بنی نوع انسان کے لیے آخری رسول بن کر آئے ہیں۔ ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ﴾ ''(دیکھو!) محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں'' ﴿وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ﴾ ''بلکہ آپؐ اللہ کے رسولؐ ہیں اور سب نبیوں پر مہر ہیں۔'' (الاحزاب:40)

یعنی آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ لہٰذا آپ ﷺ پر جو قرآن نازل کیا گیا ہے اس میں پوری نوع انسانی کے لیے دعوت ہے اور اس کے اوّلین مخاطب اہل مکہ تھے اور اس کے بعد تمام نوع انسانی۔ اہل مکہ کا سب سے بڑا مسئلہ شرک تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل میں سے ہونے کے باوجود بدترین شرک میں مبتلا تھے۔ چنانچہ ان سے قرآن کا سب سے پہلا مطالبہ یہی تھا کہ شرک سے باز آ جاؤ۔ اللہ کو ایک مانو۔ وہ اللہ کا انکار تو نہیں کرتے تھے لیکن اس کو ماننے کے ساتھ ساتھ اس کے شریک بھی بنائے ہوئے تھے۔

چنانچہ قرآن میں مکی صورتوں میں شرک کی مذمت کی گئی اور توحید پر مبنی اس عقیدے کی بنیاد پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی کہ اللہ ایک ہے، وہ قادر مطلق ہے، اس اکیلے نے یہ ساری کائنات بنائی ہے اور اسے کسی شریک کی ضرورت نہیں ہے:

﴿مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ ز وَّلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا ﴾ (الکہف) ''اُس کے سوا ان کا کوئی مددگار نہیں' اور وہ شریک نہیں کرتا اپنے حکم میں کسی کو بھی۔''

اس کے بعد دوسری دعوت یہ دی گئی کہ رسولوں پر ایمان لاؤ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہی انسانوں کی ہدایت کے لیے نبی اور رسول بھیجے جنہوں نے انسانوں کو یہ بتایا کہ دنیا کی یہ زندگی کل زندگی نہیں ہے بلکہ یہ تو امتحانی وقفہ ہے،

مرتب: ابو ابراهیم

اصل زندگی تو موت کی سرحد کے پار بعد میں شروع ہوگی۔ لہٰذا مکی قرآن کا اہل مکہ سے دوسرا اور تیسرا مطالبہ یہ تھا کہ رسولوں پر بھی ایمان لاؤ اور آخرت پر بھی ایمان لاؤ۔ چنانچہ سورۃ الحج کے آخری رکوع کے پہلے حصے میں اہل عرب کو خطاب کر کے ان تین ایمانیات کی دعوت دی گئی۔ یعنی اللہ پر ایمان، رسولوں پر ایمان اور آخرت پر ایمان۔ گویا مکی قرآن کا خلاصہ بھی اسی رکوع کے اندر ہے اور پھر جب مدنی دور میں ایک اسلامی معاشرہ قائم ہوگیا تھا۔ امت کی باقاعدہ تشکیل کا اعلان ہو گیا اور سابقہ امت کی معزولی کا اعلان کر دیا گیا تو پھر قرآن ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ کے خطاب کے ذریعے براہ راست ان لوگوں سے مخاطب ہوا جو ایمان لائے تھے اور قرآن کا یہ خطاب تا قیامت مسلمانوں سے ہے۔ چنانچہ سورۃ الحج کے آخری رکوع کے دوسرے حصے میں اسی خطاب کا خلاصہ بیان ہوا ہے کہ جو بھی ایمان لے آئے اسے کیا کرنا ہے؟ صرف ایمان لے آنا، کلمہ پڑھ لینا مسلمان ہونے کے لیے کافی ہے یا اس کے کچھ اور بھی تقاضے ہیں۔ علامہ اقبال کا بڑا پیارا شعر ہے

یہ شہادت گہِ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آساں سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

چنانچہ اس اہم رکوع کے دوسرے حصے میں مسلمانوں کے لیے جو اہم پیغام ہے وہ آج ہمارا موضوع ہے۔ فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ﴾ ''اے ایمان کے دعوے دارو! جھک جاؤ اور سربسجود ہو جاؤ اور اپنے رب کی بندگی کرو''

﴿وَافْعَلُوا الْخَيْرَ﴾ ''اور نیک کام کرو''

﴿لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾ ''تاکہ تم فلاح پاؤ!''

مجموعی طور پر یہ چار مطالبات ہیں جو اہل ایمان سے کیے گئے۔ یعنی 3 اس آیت میں اور 1 آخری آیت میں:

﴿وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ﴾ ''اور جہاد کرو اللہ کے لیے جیسا کہ اُس کے لیے جہاد کا حق ہے۔'' (الحج:78)

یہ آیات اس وقت نازل ہوئی تھیں جب آپ ﷺ ہجرت کے سفر میں تھے اور مدینہ منورہ میں ایک اسلامی معاشرہ تشکیل پا رہا تھا۔ لہٰذا اب مسلمانوں سے دین کے کیا تقاضے ہیں؟ وہی یہاں بیان کیا جا رہا ہے۔

﴿ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا﴾

رکوع اور سجود سے فوراً ذہن میں نماز کا خیال آتا ہے۔ حالانکہ نماز تو مکی دور سے ہی مسلمان پڑھ رہے ہیں۔ اصل میں یہاں رکوع اور سجود سے مراد ارکان اسلام

ہیں۔ ارکان اسلام میں جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ اول کلمہ طیبہ ہے۔ ظاہر ہے اس کے بعد ہی بندہ مسلمان ہوتا ہے۔ جبکہ یہاں مسلمانوں کے ذمہ چار تقاضے بیان ہوئے ہیں۔ ان میں سب سے اہم اور مقدم ترین تقاضا نماز ہے۔ جیسے ہی کسی شخص نے اسلام قبول کیا اب فوراً اس پر نماز فرض ہوگئی۔ روزہ سال کے ایک مہینے میں آئے گا۔ اسی طرح زکوٰۃ اور حج کی استطاعت ہوگی تو ان کی ادائیگی فرض ہوگی لیکن نماز ایک ایسا فریضہ ہے جو فوری ادا کرنا ہے، اس میں کوئی معافی نہیں۔ بیماری میں، سفر میں، حالت جنگ میں یعنی ہر حالت میں نماز ادا کرنی ہے، اگر کھڑا نہیں ہو سکتا تو بیٹھ کر پڑھے، بیٹھ نہیں سکتا تو لیٹ کر پڑھے، اس کی بھی طاقت نہیں ہے تو اشارے سے ہی ادا کرے، اگر کسی وقت رہ گئی تو قضا ادا کرے مگر ادائیگی ہر حال میں ضروری ہے۔ کیونکہ یہ اللہ سے مسلسل تعلق کا ایک ذریعہ ہے۔ انسان کے اندر بھول ہے، نسیان ہے، دنیا کے بکھیڑے ہیں مسائل ہیں، competition ہے لہٰذا ان بکھیڑوں میں پڑ کر انسان کے ذہن سے اصل حقیقت اوجھل ہو جاتی ہے کہ یہ دنیا دار الامتحان ہے اور ہم مشکل امتحان میں ہیں، اس امتحان میں ناکامی کا نتیجہ ہمیشہ ہمیشہ کی بربادی ہے۔ لہٰذا اس ہلاکت خیز غفلت سے بچنے کے لیے دن میں پانچ بار نماز کی ادائیگی ضروری ہے تاکہ انسان دن میں پانچ بار اللہ سے ہم کلام ہو کر اپنے عہد کو تازہ کرتا رہے۔ چنانچہ ﴿ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا﴾ سے مراد یہاں اسلام کے بنیادی ارکان ہیں۔ اس کے بعد اگلا step ہے:

﴿وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ﴾

عبد کا مطلب ہے غلام اور غلام کا کام ہے آقا کا ہر حکم ماننا۔ نہیں مانے گا تو سب کہیں گے کہ یہ سزا کا مستحق ہے۔ آج بھی غلامی کی مختلف شکلیں دنیا میں موجود ہیں۔ بڑے بڑے وڈیروں اور جاگیرداروں کے جو ہاری ہوتے ہیں انہیں وہ غلاموں کی حیثیت سے ہی رکھتے ہیں۔ بہر حال دنیا میں یہ تسلیم کیا جاتا تھا کہ غلام وہی اچھا ہے جو آقا کی بات مانے اگر نہیں مانتا تو وہ سزا کا مستحق ہے۔ آج کے سرمایہ دارانہ نظام میں بھی جو نوکری کا تصور ہے اس میں ملازم سے یہی توقع کی جاتی ہے کہ وہ مالک کی ہر بات مانے۔ جبکہ یہ حقیقی آقا اور غلام نہیں ہیں۔ انسانیت کے ناطے سب برابر ہیں۔ حقیقی آقا صرف ایک اللہ ہے اور حقیقی غلام ہم سب ہیں۔ چنانچہ عبادت کا اصل مفہوم ہے غلامی اختیار کرنا اور غلام کا کام ہے آقا کے ہر حکم کو ماننا۔ ہم نے عبادت کو صرف نماز، روزے تک محدود کر دیا حالانکہ یہ مراسم عبودیت ہیں۔ جیسے نماز میں ہم اللہ کے سامنے جھکتے بھی ہیں اور سجدہ ریز بھی ہوتے ہیں۔ جیسے ایک آقا بھی اپنے غلام سے یہ expect کرتا ہے کہ وہ صبح و شام آداب بجالائے۔ حالانکہ یہ دنیا کی غلامی حقیقی نہیں ہے۔ عبادت اصل میں یہ ہے کہ آقا کا ہر حکم مانا جائے۔ ہاں! احکامات میں سے بہت سے ایسے ہیں جن کو ہم نوافل کہتے ہیں ان کو انسان چھوڑ بھی سکتا ہے لیکن جو چیز فرائض کے درجے میں ہے وہ چھوڑ دے گا تو یہ سنگین اور ناقابل معافی جرم ہوگا جس پر سزا لازم ہوگی۔ البتہ انسانوں کی غلامی اور اللہ کی غلامی یعنی عبادت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ یہاں تو اصولاً سب برابر ہیں۔ زبردستی کسی کو غلام بنالیا گیا یا کوئی مجبوری سے نوکری کر رہا ہے تو پھر بھی اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے مالک کی اطاعت کرے۔ لہٰذا انسانوں کی غلامی چار و ناچار ہے ورنہ انسانیت میں سب برابر ہیں۔ جبکہ جو ہمارا رب حقیقی ہے اس کے تو ہم پر بہت زیادہ احسانات ہیں، اُسی نے ہمیں پیدا کیا ہے، ہمیں زندگی دی ہے، سوچنے، سمجھنے اور ہر طرح کی صلاحیت دی ہے۔ وہ ہمیں نالی کا کیڑا بھی بنا سکتا تھا۔ لیکن اس نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور کیا کچھ نعمتیں انسان کو عطا نہیں کیں۔ جب کوئی نعمت سلب ہوتی ہے تو پتا لگتا ہے۔ ایک آنکھ ہی ضائع ہو جائے تو پتا چلے گا کہ یہ کتنی بڑی نعمت تھی۔ ہم اپنے رب کے احسانات کا بدلہ تو چکا ہی نہیں سکتے۔ لہٰذا رب کے ساتھ جو ہمارا تعلق ہوگا وہ ایسا

پریس ریلیز 21 جولائی 2017ء

حکمران خاندان کا عدالت عظمیٰ میں جعلی دستاویزات پیش کرنا اخلاقی اقدار کے زوال کی انتہا ہے

اگر حکمران خود صادق اور امین نہیں ہوں گے تو وہ دوسروں کو جرائم سے کیسے روک سکیں گے؟

اسلامی نظام وہ واحد نظام ہے جو بلاتفریق انصاف کی فراہمی کو ممکن بناتا ہے

حافظ عاکف سعید

حکمران خاندان کا عدالت عظمیٰ میں جعلی دستاویزات پیش کرنا اخلاقی اقدار کے زوال کی انتہا ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ درحقیقت یہ ہمارے معاشرے کی صحیح عکاسی ہے۔ جب ہماری اشرافیہ اس نوعیت کے جرائم میں ملوث ہوگی تو ماتحت اداروں اور عوام کو ایسے جرائم کے ارتکاب سے کیسے روکا جا سکتا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ اگر حکمران خود صادق اور امین نہیں ہوں گے تو وہ تمام جرائم اور بدعنوانیوں یعنی کرپشن، ٹیکس چوری وغیرہ سے دوسروں کو کیسے روک سکیں گے؟ اُنہوں نے کہا کہ یہ تمام بدعنوانیاں اُس وقت تک نہیں رک سکتیں جب تک ملک میں اسلامی نظام قائم نہیں ہوگا۔ اسلامی نظام وہ واحد نظام ہے جو چھوٹے بڑے اور غریب و امیر کے امتیاز کو ختم کرتا ہے اور بلاتفریق انصاف کی فراہمی کو ممکن بناتا ہے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

نہیں ہوگا جو انسانوں میں آقا اور غلام میں ہوتا ہے بلکہ اس میں محبت اور شکر کا عنصر بھی شامل ہوگا اور جب محبت اور شکر گزاری کا عنصر شامل ہوگا تو پھر عبادت صحیح معنوں میں عبادت ہوگی۔ یعنی ایک مسلمان اپنے رب کی اطاعت کرے مگر خوش دلی کے ساتھ اور اس کی ہر نعمت کا شکر ادا کرتے ہوئے۔ اس کے احسانات کا ادراک کرتے ہوئے۔ ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ﴾ ”اور جو لوگ واقعتاً صاحبِ ایمان ہوتے ہیں ان کی شدید ترین محبت اللہ کے ساتھ ہوتی ہے۔“ (البقرہ: 165)

اللہ تعالیٰ نے بہت سی محبتیں انسان میں رکھی ہوئی ہیں۔ جن میں سے کچھ آزمانے کے لیے بھی ہیں۔ جیسے مال کی محبت بڑی سخت ہے، اولاد کی محبت ہے۔ یہ بھی اللہ ہی کی طرف سے ڈالی ہوئی محبت ہے لیکن جو سچے اہل ایمان ہیں وہ سب سے زیادہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ محسن حقیقی اور مالک حقیقی ہے۔ اگر دولت دی ہے تو اسی نے دی ہے، اولاد دی ہے تو اسی نے عطا کی ہے۔ سب کچھ اس کی عطا ہے۔ لہٰذا عبادت کی حقیقت یہ ہے کہ ہم زندگی کے ہر گوشے میں اپنے رب کی اطاعت محبت اور شکر گزاری کے جذبے کے ساتھ کریں اور جن چیزوں سے اس نے روک دیا ہے ان سے بچنے کی شعوری طور پر کوشش کریں۔ آگے فرمایا:

﴿وَافْعَلُوا الْخَيْرَ﴾ ”اور نیک کام کرو“

یعنی ایک تو فرائض اور واجبات کی ادائیگی ہے جو ہر مسلمان پر لازم ہے جیسے نماز فرض ہے، اس کی ادائیگی کے بعد جو آپ نوافل ادا کرتے ہیں تو یہ خیر کا کام ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ کی ادائیگی صاحب نصاب پر فرض ہے، ایک انسان نے اپنے مال سے اڑھائی فیصد زکوٰۃ نکال دی تو فرضیت پوری ہوگئی لیکن اللہ کے رسول ﷺ فرما رہے ہیں کہ مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی دوسروں کا حق ہے۔ اسلامی تعلیمات کی جو روح ہے وہ یہ ہے اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں زیادہ مال دیا ہے تو یہ اصل میں دوسروں کا حق تھا، اب اللہ دیکھ رہا ہے کہ تم ان کا حق پہنچاتے ہو کہ نہیں۔ چنانچہ انفاق کے حوالے سے سب سے اونچا مقام قرآن میں جو بیان ہوا ہے وہ یہ ہے:

﴿وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ﴾ ”اور یہ آپؐ سے پوچھتے ہیں کہ (اللہ کی راہ میں) کتنا خرچ کریں؟“

﴿قُلِ الْعَفْوَ﴾ ”کہہ دیجیے: جو بھی تمہاری ضرورت سے زائد ہو۔“ (البقرہ:219)

یعنی یہ سپرٹ ہونی چاہیے۔ اللہ مالک اور خالق ہے، اس نے یہ سب کچھ دیا ہے۔ جو زائد تھا وہ اصل میں محروم طبقات کا حق تھا، ان کو دیا جائے۔ لیکن اس کو فرض نہیں کہا گیا۔ فرض صرف زکوٰۃ ہے۔ اس کے بعد جتنا آپ انفاق کریں گے اتنا ہی یہ آپ کے لیے درجات کی بلندی کا سبب ہوگا اور اللہ کی خوشنودی اور اس کی رضا کے حصول کا ذریعہ ہوگا۔ اس کی دنیا میں برکات بھی ہیں لیکن اصل میں آزمایا جا رہا ہے کہ اللہ نے تمہیں زیادہ دیا تم دوسروں کا حق ادا کر رہے ہو یا نہیں۔ زکوٰۃ تو تم نے ادا کر دی لیکن اگر پڑوس میں کوئی بھوکا سو رہا ہے تو گریبان تمہارا پکڑا جائے گا۔ پڑوسیوں کے حقوق ہیں۔ اسی طرح جو رشتہ دار اور عزیز تکلیف اور پریشانی میں ہیں ان کے حقوق ہیں۔ یہ سب افعال خیر ہیں اور ان کی کوئی حد نہیں ہے۔ احسن عمل یہی ہے کہ جو ضرورت سے زائد ہو اسے اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے۔ نبی اکرم ﷺ کی کوشش ہوتی تھی کہ درہم و دینار جمع نہ رہیں۔ ایک دفعہ آپؐ بڑی تیزی سے اٹھے ہیں اور اپنے حجرۂ مبارک سے نکل گئے۔ بعد میں پوچھا گیا تو بتایا کہ رات کو کچھ دینار میرے پاس رہ گئے تھے اور میں نہیں چاہتا تھا کہ کوئی رات ایسی گزرے جس میں میرے پاس کوئی دینار رہ جائے۔ یعنی سب کچھ اللہ کی راہ میں دیتے تھے۔ جو بھی اللہ سے محبت کرنے والے ہیں ان کا یہی طریقہ رہا ہے اور یہ ایک بہت اونچا درجہ ہے۔ بہرحال ایک مسلمان کے لیے تیسرا Step یہی ہے کہ وہ نیک اعمال کرے اور نیک اعمال میں سب سے مقدم یہی ہے کہ لوگوں کی مدد کی جائے۔

خدمت خلق کے بھی دو لیول ہیں۔ محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحبؒ بڑی خوبصورت مثال دیا کرتے تھے کہ بلاشبہ کسی بھوکے کو کھانا کھلانا بہت بڑی خدمت ہے، جس سے اس کے پیٹ کی آگ بجھ گئی لیکن اگر وہ ایسے راستے پر نکل کھڑا ہوا ہے کہ آپ کو نظر آ رہا ہے کہ وہ سیدھا جہنم کی طرف جا رہا ہے اور جہنم ابدی ہے تو پیٹ کی آگ بجھانے سے بھی زیادہ اونچے درجے کی خدمت یہ ہے کہ اس کو جہنم کی آگ سے بچایا جائے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی پوری زندگی خدمت خلق سے عبارت تھی اور آپؐ نے ان دونوں لیولز پر انسانیت کی خدمت کی۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا

نبوت سے پہلے بھی آپ ﷺ خدمت خلق کا پیکر تھے۔ کبھی یتیموں اور بیواؤں کی خبرگیری ہو رہی ہے، کبھی مسافروں کا خیال رکھ رہے ہیں۔ گویا ہر وقت ایک ہی دھن سوار تھی۔ پھر جب وحی کا آغاز ہوا تو خدمت خلق کا جذبہ بھی اپنی جگہ برقرار رہا لیکن اب سارا وقت لوگوں کی عاقبت سنوارنے میں لگ رہا تھا۔ آپؐ دیکھ رہے تھے کہ یہ میرے قبیلے کے لوگ ہیں، یہ میرے رشتہ دار ہیں، پوری نوع انسانی حضرت آدم کی اولاد کی نسبت سے ایک ہی فیملی ہے، یہ جس راستے پر جا رہے ہیں یہ بہت خوفناک انجام ہے۔ کسی طریقے سے اس خوفناک انجام (جہنم) سے ان کو بچایا جائے۔ اس کے اندر بھی اصل جذبہ خدمت خلق کا ہی ہے اور آنحضور ﷺ کا اجرائے وحی کے بعد سارا افسوس اس پر تھا کہ کسی طریقے سے لوگ ایمان لے آئیں۔ لہٰذا صبح وشام یہی فکر تھی، اس کے لیے گالیاں بھی سن رہے ہیں، پتھر بھی کھا رہے ہیں۔ لیکن ان کے لیے دعائیں کر رہے ہیں۔ چنانچہ نیک اعمال میں سب سے اونچا درجہ اسی کا ہے کہ لوگوں کو جہنم کی آگ سے بچایا جائے اور یہی سب سے بڑی خدمت خلق ہے اور یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ:

﴿لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ ”تاکہ تم فلاح پاؤ!“

آنحضور ﷺ نے ایک مرتبہ اپنی قوم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ میری اور تمہاری مثال ایسے ہے کہ تم لوگ ایک ایسے راستے پر جا رہے ہو کہ جس میں آگے بہت بڑا گڑھا ہے اور اس میں آگ کا الاؤ روشن ہے۔ تمہیں نظر نہیں آ رہا اور تم اس کی طرف بڑھ رہے ہو اور میں تمہارے کپڑے پکڑ پکڑ کر تمہیں روکنے کی کوشش کر رہا ہوں اور اس عذاب سے بچانے کی کوشش کر رہا ہوں“۔ چنانچہ سب سے بڑی خدمت خلق یہی ہے کہ لوگوں کو جہنم کے دائمی عذاب سے بچایا جائے اور جو جہنم کی آگ سے بچ گیا تو اس سے بڑی فلاح اور اس سے بڑی کامیابی اور کیا ہو سکتی ہے۔ چنانچہ جس کے اندر خدمت خلق کا جذبہ ہوگا وہی اس بڑی خدمت خلق کا فریضہ بھی سرانجام دے گا اور پھر دونوں طرح کی خدمت خلق کے کام اس کی زندگی کا حصہ بن جاتے ہیں اور اسی میں سب سے بڑی فلاح اور کامیابی ہے۔ یہ تیسری سیڑھی ہے جو ایک مسلمان کو ایمان لانے کے بعد طے کرنے کی قرآن دعوت دیتا ہے۔ چوتھی سیڑھی یعنی جہاد کا ذکر اگلی آیت میں ہے جس کا مطالعہ ہم ان شاء اللہ آئندہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کے اس پیغام کو سمجھنے اور سچا مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

حکمتِ فرعونی 3

12	در دلِ شاں آرزوہا بے ثبات	مردہ زایند از بطونِ اُمّہات

ان (محکوموں) کے دل میں آرزوئیں بے جان ہوتی ہیں جیسے (بعض) ماؤں کے پیٹ سے مردہ بچے پیدا ہوتے ہیں

13	دخترانِ او بزلفِ خود اسیر	شوخ چشم و خود نما و خردہ گیر

ایسی قوم کی عورتیں اپنی ہی زلفوں کی اسیر ہوتی ہیں۔ بے حیا، خود نما اور عیب ڈھونڈتی ہیں اور نئے مردوں کی تلاش میں رہتی ہیں

14	ساختہ ، پرداختہ ، دل باختہ	ابرواں مثلِ دو تیغ آختہ

وہ بنی ٹھنی، سنوری، دل کی (بازی) ہاری ہوئی ہوتی ہیں اور ان بھنویں سونتی ہوئی تلوار کی طرح (غیر محرم مردوں کا شکار کرتی) نظر آتی ہیں

15	ساعدِ سیمینِ شاں عیشِ نظر	سینۂ ماہی بموج اندر نگر

ملت اسلامیہ کی بہو بیٹیاں اب بازاروں اور کلبوں کی زینت ہیں اور ان کی چاندی جیسی کلائیاں نظروں کی عیش کا سامان مہیا کرتی ہیں ان کا سینہ پانی کے اندر مچھلی کی طرح عیاں ہے

16	ملّتے خاکسترِ او بے شرر	صبحِ او از شامِ او تاریک تر

زمانہ حال میں ملت اسلامیہ ایسی ملت ہے جس کی راکھ میں اب کوئی چنگاری باقی نہیں رہی اور اس کی صبح عروج اس کی شامِ زوال سے زیادہ تاریک ہے

12۔ شاعر کی زندگی میں جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کی بالعموم حالت زار کا یہ نقشہ خون کے آنسو رُلانے والا ہے۔ 1910ء کے لگ بھگ مسلمانوں کی ملّی اور دینی جذبات کا گراف انتہائی زوال کو چھو رہا تھا۔ شاعر کے نزدیک کسی عمومی ملّی سوچ اور آزادیٔ وطن کا جذبہ مفقود ہے آزادی کی آرزو ایسی ہے کہ جیسے کوئی بچہ رحم مادر سے ہی مردہ پیدا ہو۔

13۔ غالب برطانوی استعمار نے حکمتِ فرعونی کے ذریعے ہماری قوم کی عورتوں کو اپنی ہی زلفوں کا اسیر بنا کر رکھ دیا ہے کہ وہ اپنے خیالات میں مست ہیں دوسروں کی نگاہ میں آنے سے بے خوف ہیں شرم وحیا کے گوہر سے محروم ہیں۔ خود نمائی اور شمع محفل بن کر دادِ عیش وطرب ان کی زندگی کا مطمع نظر ہے اپنے ماضی اور دین ومذہب سے دُوری کا احساس بھی نہیں رکھتیں۔ بلکہ دین ومذہب کا لحاظ رکھنے والے مسلمان مردوں اور عورتوں پر مغربی نقطۂ نظر سے تنقید کرتی ہیں۔ آج کی اصطلاح میں وہ خود 'روشن خیال' اور مذہبی روایات پر عمل کرنے والے جاہل اور پتھر کے زمانے میں رہنے والے لوگ ہیں۔

14۔ وہ غیروں کے لئے ہر وقت بنی ٹھنی رہتی ہیں اور زیب وزینت کے اظہار پر فخر کرتی نظر آتی ہیں۔ وہ شرم وحیا کا پیکر نہیں بلکہ رونق محفل بننے پر فریفتہ ہیں۔ وہ مذہبی تعلیمات سے بے زار اور مغربی تہذیب ولائف سٹائل کے سحر میں گرفتار ہیں، آبرو باختہ ہیں، عفّت وعصمت کے تصوّرات سے عاری ہیں، ان کی بھنویں بازاری عورتوں کی طرح غیر مردوں سے دوستی کی بھیک مانگتی نظر آتی ہیں اور بعض اوقات وہ عورتیں آبرو باختہ نوجوانوں کو شکار کرتی نظر آتی ہیں۔ اس ابلیسی مذہب نے مردوزن کے آزادانہ اختلاط کو رواج دے کر دراصل حیوانیت اور حیوانی سطح پر زندگی گزارنے کو فروغ دیا ہے جو دراصل انسان دشمنی کے مترادف ہے۔

15۔ (مغربی تہذیب کے نظریات عصر حاضر میں نظریاتی بتوں کی حیثیت رکھتے ہیں اور انسان کو بندر کی اولاد مان لینے کے بعد مغرب کے پاس ذہنی اور فکری رہنمائی کے لیے ہر قسم کی آسمانی ہدایت کا دروازہ بند کرنے کے سوا چارہ کار ہی نہیں رہا اور رفتہ رفتہ حیوان ہی انسان کا تہذیبی (CULTURAL) اور اخلاقی (MORAL) آئیڈیل قرار پایا ہے چنانچہ اس فکری آوارگی کا منطقی نتیجہ یہ نکلا کہ جب بندر (حیوان) ہمارا اصل جدامجد ہے تو حیوانوں میں تو بے لباسی ہی اُن کی پہچان ہے بلکہ اس سوچ کے ساتھ لباس ایک دقیانوسی خیال اور کچھ مذہبی پابندی قسم کی چیز محسوس ہوتی ہے۔)

مغربی تہذیب کے زیر اثر غلام قوم مسلمانوں کی عورت بھی روایات اور آسمانی ہدایت کے بندھنوں کو توڑ کر ایک کھلونا بن کر رہ گئی اور لباس کے نام کی شئے تلاش کرنا مغربی تہذیب کو گالی دینا ہے۔ حکمتِ فرعونی نے مسلمان عورت کے جسم کی بھی نمائش کا سامان پیدا کر دیا ہے ان کی کلائیاں بے لحاظ اور جنسی بھیڑیوں کی نظروں کی تسکین کا سامان فراہم کرتی ہیں اور اس کا سینہ ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے پانی کی موج میں مچھلی کی ساخت کو صاف دیکھا جا سکتا ہے۔

16۔ اب مسلمان گویا ایسی ملت ہیں جو اخلاقی اعتبار سے تباہ ہو کر راکھ کا ایک ڈھیر بن چکی ہے اور کبھی خاک میں بھی چنگاریاں ہوتی ہیں جس سے آگ دوبارہ بھڑک اٹھنے کی سبیل پیدا ہو سکتی ہے مگر ملت اسلامیہ اب ایسی راکھ ہے کہ اس میں کوئی چنگاری باقی نہیں رہی۔ اس ملّت اسلامیہ کے اندر جذبۂ حریت اس قدر نحیف اور کمزور ہے کہ گزشتہ کئی عشروں کے زوال میں ہمارے جذبات زیادہ قیمتی اور تحریکی تھے جبکہ اب آزادی کی آرزو کے سفر کی صبح کے وقت وہ وقتِ شامِ زوال سے بھی زیادہ نحیف اور تاریک ہیں۔

[illegible] … پاکستان … [illegible]

جو کام … آئی ٹی … نے چند لوگوں کے حوالے … کیا … اصولی طور پر جب بھی کوئی آدمی الیکشن کمیشن کے آفس میں اپنے

ترتیب: محمد رفیق چودھری

تھی کیونکہ ریاستی قانون میں اس سے بڑی کوئی طاقت نہیں ہوتی۔ خاص طور پر ہمارے آئین کی دفعہ 190 کے تحت سپریم کورٹ کے پاس اختیارات ہیں کہ وہ سول حکومت کو بائی پاس کر کے کسی بھی ادارے کے خلاف فوج کو کارروائی کا حکم دے سکتا ہے اور فوج اس کے حکم کی پابند ہے۔ وزیراعظم کا حکم اس کو اوور رول نہیں کر سکتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ کیس دو بنیادوں پر چل رہا ہے۔ ایک دفعہ 184-3 کی بنیاد پر اور دوسرا 62, 63 کی بنیاد پر۔ 184-3 کے تحت بھی سپریم کورٹ کو تمام معاملات دیکھنے اور ہر قسم کا حکم دینے کا اختیار ہے۔ J.I.T. کے ان 6 لوگوں کو تھرو آرمی سپریم کورٹ کی پروٹیکشن حاصل رہی جس کی وجہ سے ان لوگوں نے یہ کام کر دکھایا۔

سوال: آپ کے خیال میں ہر ادارے میں کوئی نہ کوئی ایماندار آدمی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: بالکل! ہمارے ہاں پولیس کا محکمہ بہت بدنام ہے لیکن اس میں بھی آپ کو ایک دو آدمی ایسے مل جائیں گے جو فرشتہ صفت ہوں گے۔ ایسا کیوں ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ جو لوگ صبح و شام بددیانتی کرتے ہیں روزِ قیامت جب ان سے پوچھا جائے گا کہ تم یہ کیوں کرتے تھے تو وہ جواب دیں گے کہ حالات کے جبر کے تحت ہم مجبور تھے تو انہیں کہا جائے گا کہ یہ لوگ اسی دنیا میں تمہارے ساتھ نہیں رہتے تھے؟ لہٰذا اتمامِ حجت کے طور پر اللہ تعالیٰ نے شاید ہر کہیں ایسے لوگوں کو جگہ دی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ ہر محکمے میں آپ کو ایک دو فیصد لوگ ایسے مل جائیں گے جو ایمانداری سے کام کرتے ہیں۔

سوال: اس پراسس میں ایک فونٹ کا معاملہ بھی سامنے آیا، اس کے علاوہ آپ کے خیال میں کون کون سی ایسی چیزیں ہیں جن کی وجہ سے نواز شریف فیملی قصوروار ٹھہرائی جائے گی؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: چیزیں تقریباً ساری سامنے آ چکی ہیں، ڈاکومنٹس میں جعل سازی ہے۔ اس کے علاوہ مریم نواز کی بھی ان کمپنیوں کی ملکیت ثابت ہوگئی ہے جن کا انہوں نے انکار کیا تھا۔ بلکہ اب وزیراعظم کے حوالے سے بات سامنے آ رہی ہے کہ وہ وزیراعظم بن ہی نہیں سکتے تھے کیونکہ وہ پہلے ہی کسی کے پے رول پر تھے۔ تو اب پنڈورا بکس کھل گیا ہے۔ جس کے اندر سے اور چیزیں بھی نکلیں گی۔

ایوب بیگ مرزا: وزیراعظم نے پارلیمنٹ میں وضاحت کے لیے جو تقریر کی تھی، اس میں انھوں نے کہا تھا کہ گلف سٹیل مل کی فروخت سے جو آمدن ہوئی اسے لندن لے کر گئے، پاکستان سے کوئی پیسہ لندن نہیں گیا اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر یہ بات غلط ثابت ہو جائے تو میں اسی وقت مستعفی ہو جاؤں گا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ کسی پرائیویٹ ادارے نے نہیں کہا کہ یہ جعل سازی ہے بلکہ ان کے جسٹس ڈیپارٹمنٹ نے باقاعدہ اپنے تصدیق شدہ لیٹر میں لکھا ہے کہ ایسی کوئی ڈیل یہاں نہیں ہوئی تھی۔ جبکہ نواز شریف نے اسی ڈیل پر ساری بنیاد رکھی تھی لہٰذا وہ بنیاد ہی ختم ہوگئی۔

سوال: جے آئی ٹی کے لوگ دوبئی تو چلے گئے لیکن دوحہ نہیں گئے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

ایوب بیگ مرزا: جے آئی ٹی کا کام جب آخری مراحل میں تھا یعنی 55-56 دن ہوئے تھے تو حکومت کی طرف سے مطالبہ آیا کہ یہ دوحہ کیوں نہیں جاتے۔ پہلی بات یہ ہے کہ اگر نواز شریف نے قطری کو گواہ بنایا ہے تو نواز شریف کا کام ہے کہ وہ گواہ کو عدالت میں لائے۔ اس کے باوجود جے آئی ٹی نے قطری شہزادے کو تین آپشنز دیے (1) آپ پاکستان تشریف لے آئیے۔ (2) ویڈیو لنک پر بات کریں۔ (3) ہم آتے ہیں اور وہاں پاکستان کے سفارت خانے میں آپ سے بات کر لیتے ہیں۔ کیونکہ پاکستان کا سفارتخانہ پاکستان کی سرزمین سمجھا جاتا ہے اور جے آئی ٹی پاکستان کی سرزمین سے باہر گواہی لینے کے لیے نہیں جا سکتی تھی۔ اس میں قانونی بات یہ بھی ہے کہ شہزادے نے سپریم کورٹ کو خط لکھا تھا اور خط لکھنے کا مطلب ہی یہ ہوا کہ اس نے سپریم کورٹ کی jurisdiction قبول کی۔ اگر اس نے jurisdiction قبول کی ہے تو اس کے احکامات بھی اس کو ماننے پڑیں گے۔

> قادیانیوں نے اسرائیل کے دارالحکومت تل ابیب میں اپنا ایک آفس کھولا ہوا ہے جہاں سے یہ یہودیوں کی مدد سے پاکستان کے خلاف کارروائیاں کرتے رہے ہیں۔

سوال: اگر نواز شریف چلے جاتے ہیں تو اس کے بعد عمران خان کس سٹیج پر ہوں گے۔ ان پر بھی آف شور کمپنی کا کیس چل رہا ہے، کیا وہ بھی جا سکتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: میں تو یہ کہوں گا کہ اگر اس کا بھی جانا بنتا ہے تو اسے بھی جانا چاہیے۔ لیکن اطلاعات کے مطابق اس کی منی ٹریل دستیاب ہوگئی ہے۔ لہٰذا اس کے جانے کے امکانات کم ہیں۔ ہم ایک غیر جانبدار شہری ہونے کی حیثیت سے کہتے ہیں کہ جس جس نے بھی بددیانتی کی ہے ان سب کو جانا چاہیے۔

سوال: نواز شریف چلے جاتے ہیں تو پی ٹی آئی والوں کی مقبولیت بہت اوپر نہیں چلی جائے گی؟

ایوب بیگ مرزا: جب پانامہ کا معاملہ سامنے آیا تھا تو ہمارے پانی و بجلی کے وزیر خواجہ آصف نے کہا تھا کہ اس طرح کی باتیں سامنے آتی رہتی ہیں، لوگ جلدی بھول جائیں گے۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ عمران خان کو یہ کریڈٹ جاتا ہے کہ اس نے بھولنے نہیں دیا۔ پورا ایک سال لگا دیا لیکن اس کو ایڑیوں کے بل کھڑا رکھا۔

سوال: پاکستان کے خارجی حالات کس طرف جا رہے ہیں۔ خاص طور پر بھارتی وزیراعظم نے جو بیرونی دورے کیے ہیں۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ پاکستان کے گرد کس قدر گھیرا تنگ ہو چکا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: جو محاورہ بولا جاتا ہے کہ آسمانوں پہ تیری بربادیوں کے مشورے ہیں، اب اس میں کوئی شک نہیں رہا۔ تمام عالم کفر اور خاص طور پر بھارت، امریکہ اور اسرائیل کی جو تثلیث قائم ہوئی ہے، یہ اپنے اپنے انفرادی مفادات کی وجہ سے بھی اور مشترکہ مفادات کی وجہ سے بھی پاکستان کے خلاف ایک ہو چکے ہیں اور اتفاق سے ان کے انفرادی مفادات بھی آپس میں ملتے ہیں۔ ایٹمی پاکستان اسرائیل کے لیے مسئلہ ہے۔ بھارت کے لیے تو پاکستان کا وجود ہی بہت بڑا مسئلہ ہے اور پاکستان کا چائنہ کے ساتھ کھڑے رہنا امریکہ کے لیے مسئلہ ہے۔ کیونکہ چائنہ کو محصور کرنے میں پاکستان بنیادی رکاوٹ ہے۔

سوال: امریکہ تمام معرکے سر کر چکا ہے اب کیا پاکستان کی باری ہے؟

ایوب بیگ مرزا: باقی تمام اسلامی ممالک جن میں کچھ جان تھی، مثلاً عراق، شام اور لیبیا، ان کو ختم کر چکے ہیں، مصر کو مصر ہی میں مار چکے ہیں۔ یعنی وہاں ایسی تبدیلی لائے ہیں کہ اب مصر مصریوں کا نہیں ہے، سیسی کا ہے اور بے خدا لوگوں کا ہے۔ صرف پاکستان ہی ایسا ملک رہ گیا ہے جس میں دو باتیں ہیں۔ ایک پاکستان کی فوج، جس کے بارے میں 1967ء میں جب فرانس میں اسرائیل کی فتح کا جشن منایا جا رہا تھا، بن گوریان نے کہا تھا کہ یہ عرب ہمارے سامنے کچھ بھی نہیں، ہمارا اصل مقابلہ پاکستان کے ساتھ ہوگا۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: اسرائیل سے پہلے ایک نظریاتی مملکت دنیا کے نقشے پر آئی، وہ پاکستان کی تھی جو دین کے نام پر وجود میں آئی اور پھر یہاں باقاعدہ ایک ڈسپلنڈ آرمی ہے۔اس کے علاوہ پاکستان ایٹمی صلاحیت کا بھی حامل ہے۔اس لیے یہ ان کے دلوں میں ایک کانٹے کی طرح کھٹکتا ہے۔امریکہ، اسرائیل اور انڈیا کا اپنا اپنا ایجنڈا ہے۔یہی انڈیا تھا جو فلسطین کاز کے لیے کھڑا ہوا کرتا تھا، اسرائیل سے کوئی تعلقات نہیں تھے اب جب اس نے دیکھا ہے کہ عرب ممالک خود اسرائیل سے سفارتی تعلقات بنا رہے ہیں تو مودی بھی اسرائیل پہنچ گیا ہے۔

ایوب بیگ مرزا: فلسطین کے معاملے میں ہندوستان کا رول آغاز سے ہی منافقانہ رہا ہے۔ظاہری طور پر یہ فلسطینیوں کو سپورٹ کرتے رہے لیکن ایسے شواہد ملے ہیں کہ یہ پہلے دن سے ہی اسرائیل سے تعاون کر رہے ہیں۔لیکن یہ تعاون پردے کے پیچھے سے تھا کیونکہ وہ عربوں سے بہت سے فوائد حاصل کر رہے تھے۔جن کی خاطر وہ ظاہر نہیں آئے تھے۔

سوال: اب کشمیر کاز کہاں جائے گا، کیونکہ اسرائیل نے بھی اب بھارت کو مکمل تعاون کی یقین دہانی کرائی ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: بھارت نے اسرائیل سے کشمیر کے معاملے میں مدد مانگی ہے اور اس کے جواب میں پھر اسرائیل نے یہ یقین دہانی کرائی ہے۔

ایوب بیگ مرزا: لیکن بھارت کشمیر میں وہ کچھ نہیں کر سکے گا جو اسرائیل نے فلسطین میں کیا ہے۔ ان شاء اللہ۔اس کی بہت سی وجوہات ہیں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ فلسطینیوں نے بھی بہت جدوجہد کی اور بہت قربانیاں دیں لیکن جو صورتحال اس وقت کشمیر کی تحریک کی نظر آرہی ہے، پھر کشمیریوں کی تعداد اور علاقہ، ان ساری چیزوں کو اگر آپ اکٹھا کریں تو جس آسانی سے اسرائیل نے فلسطینی تحریک کو دبایا ہے کسی بھی صورت میں انڈیا کشمیر کی تحریک کو اس طرح نہیں دبا سکتا۔دوسری طرف پاکستان کی اخلاقی مدد ہمیشہ کشمیریوں کے ساتھ رہی ہے اور وہ مشکل وقت میں ان کے ساتھ کھڑا رہے گا۔اس کے علاوہ سی پیک منصوبہ ایسا ہے کہ آنے والے وقت میں کشمیر چائنہ کی ضرورت بن جائے گا اور وہ باقاعدہ کشمیریوں کے پیچھے کھڑا ہوگا۔ٹھیک ہے اس وقت کشمیریوں پر بہت ظلم وستم ہو رہا ہے لیکن یہ ان شاء اللہ نتیجہ خیز ہوگا۔

سوال: حالیہ دنوں ایک ویڈیو ریلیز ہوئی جس میں ایک قادیانی اور ایک بہائی اسرائیل میں نیتن یاہو اور مودی سے بڑی گرمجوشی سے ملے اور مودی کا شکریہ ادا کیا۔اس کے پیچھے اصل کہانی کیا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: آپ کو معلوم ہے کہ قادیانیوں نے اسرائیل کے دارالحکومت تل ابیب میں اپنا ایک آفس کھولا ہوا ہے جہاں سے یہ یہودیوں کی مدد سے پاکستان کے خلاف کارروائیاں کرتے رہے ہیں۔اب چونکہ پہلی دفعہ اسرائیل کھل کر سامنے آیا ہے۔لہٰذا وہ قادیانی بھی ان کے ساتھ کھل کر سامنے آگئے ہیں۔معلوم ہوتا ہے کہ یہ سلسلہ آگے بڑھے گا۔اسرائیل پہلے انڈیا اور قادیانیوں کی مدد سے کہوٹہ پر حملے کی کوشش کر چکا ہے۔جو پاکستان نے بروقت معلومات ہونے پر ناکام بنادی تھی۔تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔

> 1967ء میں جب فرانس میں اسرائیل کی فتح کا جشن منایا جارہا تھا تو بن گوریان نے کہا تھا کہ یہ عرب ہمارے سامنے کچھ بھی نہیں، ہمارا اصل مقابلہ پاکستان کے ساتھ ہوگا۔

سوال: کیا ہم اب برملا کہہ سکتے ہیں کہ قادیانی پاکستان کے دشمن ہیں؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: یہ ہم پہلے سے کہہ سکتے ہیں کیونکہ قادیانی بہت پہلے سے فرانس، جرمنی، یوکے اور اسرائیل وغیرہ میں موجود تھے۔یہی صورت حال بہائیوں کی ہے جو ایران کے دشمن ہیں۔حالانکہ انڈیا اور ایران کے بڑے اچھے تعلقات ہیں لیکن چونکہ اسرائیل ایران کو بھی اپنا دشمن سمجھتا ہے لہٰذا یہ چیز سامنے لائی گئی۔اصل میں مودی نے جو نیتن یاہو سے کہا ہے کہ ہمیں آپ کی مدد چاہیے۔یہ جملہ قابل غور ہے۔

ایوب بیگ مرزا: جو جملہ نیتن یاہو نے مودی سے کہا کہ ہم ستر سال سے آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔یہ بھی ہمیں الرٹ کرنے والا ہے۔یہ مسلمانوں اور خصوصاً پاکستان کے خلاف ایک محاذ بن رہا ہے۔

سوال: دشمن ہمیں گھیرے میں لیے ہوئے ہیں اور ہم اندر سے آئی ٹی کھیل رہے ہیں۔تاریخ کی روشنی میں بتائیے کہ ایسی غفلتوں کا انجام کیا ہوتا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: تاریخ میں ایسے دو واقعات بہت مشہور ہیں۔ایک جب مسلمانوں نے قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا ہوا تھا تو اس وقت قسطنطنیہ کے چوکوں میں عیسائی پادری بڑی بڑی کتابیں لاکر یہ بحث کر رہے تھے کہ ایک سوئی کے نوک پر کتنے فرشتے آسکتے ہیں۔دوسرا موضوع تھا کہ کیا یسوع مسیح کی پیدائش کے بعد بھی مریم کنواری کہلائیں گی۔جب قومیں مردہ ہوجاتی ہیں تو اس طرح کی بحثیں چل رہی ہوتی ہیں۔اسی طرح جب تاتاریوں نے بغداد کا محاصرہ کیا ہوا تھا تو اندر مسلمان بحث کر رہے تھے کہ کیا اللہ جھوٹ بول سکتا ہے۔معاذ اللہ۔اسی طرح دوسرا موضوع تھا کہ کیا اللہ چاہے تو ایک اور محمد پیدا کر سکتا ہے۔اگر کہہ دیں کر سکتا ہے تو حضور ﷺ امتاع نظیر نہیں رہتے، اور اگر کہہ دیں کہ نہیں پیدا کر سکتا تو اللہ قادر مطلق نہ رہا۔

سوال: اس وقت ہم اسی طرح کی بحثوں میں نہیں پڑے ہوئے؟

ایوب بیگ مرزا: چونکہ پانامہ کا کیس اتنا آگے جاچکا ہے کہ اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچنا چاہیے۔ہونا یہ چاہیے کہ اس میں جو بھی ملوث ہے، چاہے وہ حکومت ہے، فوج ہے، عدلیہ ہے، عمران خان ہے یا اور شخصیات ہیں وہ ایک نکتے پر کام کریں کہ یہ مسئلہ حل ہوجائے، اگر کسی نے کرپشن کی ہے تو اس کو سزا بھی مل جائے لیکن اس انداز میں ملے، اور اس طرح معاملات طے پائیں کہ پاکستان کی سلامتی کو کوئی خطرہ درپیش نہ ہو، یہاں انارکی نہ پیدا ہو، ملک غیر مستحکم نہ ہوجائے اور یہ کیا جاسکتا ہے۔ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے کہ جس سے نمٹا نہیں جاسکتا۔

سوال: اس وقت عالمی سطح پر جو حالات ہیں ان میں ہماری حکومت کوئی respond کر رہی ہے یا نہیں؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: پچھلے دنوں جب امریکن سینیٹرز یہاں آئے تھے تو آرمی چیف نے بھی کچھ باتیں کی تھیں۔امریکن سینیٹرز نے بھی یہاں کچھ اور باتیں کیں اور افغانستان میں جاکر کوئی اور بیان دے دیا۔اس کے علاوہ تو کوئی اور سرگرمی نہیں نظر آئی۔ہمارے ہاں کوئی وزیر خارجہ ہی نہیں ہے۔وزیراعظم نے وزارت خارجہ اپنے پاس رکھی ہوئی ہے۔انہوں نے موجودہ صورت حال میں اپنا کراچی کا دورہ منسوخ کر دیا۔ویسے اس صورت حال میں کوئی بیرونی دورہ بھی نہیں کرسکتے۔

☆☆☆

> قارئین پروگرام "زمانہ گواہ ہے" کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

پاکیٔ داماں......؟

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

پاکستان پاناما بخار میں پھنک رہا ہے۔ یہ واضح رہے کہ ہر مسلمان ملک کی اندرونی صورت حال میں الجھنیں اور پیچیدگیاں عالمی حالات اور پس پردہ قوتوں سے منتھی ہیں۔ کسی ایک کو بھی استحکام، خود مختاری، امن و عافیت میسر نہ ہو۔ افغانستان، عراق سے شروع ہونے والی کہانی مشرق وسطیٰ کے ہر ملک کا امن، سکون، استحکام درہم برہم کرتی ترکی پہنچی۔ درپردہ قوتوں کے ایماء پر اسے ہلا مارا۔ قطر تنازع لا کھڑا کیا۔ داعش کا نام لے کر مسلم امت کے جذباتی، دردمند نوجوان طبقے کو پہلے یکجا کرنے اور پھر نشانہ بنانے کی آڑ میں ہر جا قیامت برسائی گئی۔ 68 ممالک کا اس نام پر اتحاد حدیث میں مذکور شام پر 75 کفر کے لشکروں کی یلغار سے اب زیادہ دور نہیں۔ کفر ملت واحدہ بنی مسلم ممالک میں اپنی آلہ کار قوتوں کے ذریعے عدم استحکام کی فضا پیدا کر کے ڈیڑھ ارب مسلم آبادیوں سے نمٹ رہی ہے۔ پاکستان تو ازل سے ان کے حلق کی پھانس ہے۔ امریکہ کو 16 سال نہایت سستے داموں پاکستان کی مکمل خدمات میسر رہی ہیں۔ پاکستان نے منہ مانگی مرادیں ان کی پوری کیں۔ ملک کی نظریاتی شناخت کا بھی مثلہ کر دیا۔ مشرف، ایم کیو ایم، زرداری سبھی امریکی مفادات اور فرمائشی پروگراموں پر پوری فدویت کے ساتھ عمل پیرا رہے۔ اب سی پیک کے تناظر میں چین سے مخاصمت کی بنا پر زیر زمین پلیٹیں زلزلہ برانداز ہیں! پاکستان میں اٹھنے والی ان لہروں کا مرکز (Epicentre) امریکہ ہی میں پایا جاتا ہے۔

امریکہ کو مسلم دنیا میں ہمیشہ فوجی حکومتیں راس آئی ہیں۔ اس نے مسلم عوام اور وسائل کو ڈکٹیٹروں کے ذریعے مٹھی میں لئے رکھا ہے۔ جمہوریت کا ڈھنڈورا مسلم ممالک میں صرف بوقت ضرورت استعمال کئے جانے والا کوڑا ہے۔ پاکستان میں اسٹیبلشمنٹ کی تھپکی کے ساتھ نواز شریف حکومت کے تمام سال ایک طوفان بدتمیزی کی زد میں رہے ہیں۔ دھاندلی سنڈروم سے بحالی ہوئی، دھرنوں کے گھن چکر سے بمشکل نکلی تو پاناما میں جا پھنسی۔ معاملہ یہ تو نہیں ہے کہ نواز شریف پاک پوتر ہے اور عدلیہ انصاف کے اعلیٰ ترین معیار پر متمکن ہے۔ بات صرف یہ ہے کہ پہلا پتھر وہ مارے جو خود پاک ہو۔

اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ!

صادق، امین؟ کیوں اتنے پاکیزہ حوالے کو کھیل بنایا جا رہا ہے۔ پورا ملک سرتاپا جھوٹ، فریب، دجل، ملاوٹ، جعل سازی، کرپشن، فراڈ میں غرق ہے۔ تھانے، کچہریاں، ہسپتال، تجارت، سرکاری دفاتر، ادارے، محکمہ جات، تعلیمی ادارے تا سیاست معیشت معاشرت سبھی کو یہ گھن کھا گیا ہے۔ ایسے میں ہم ان اصطلاحوں کی مالا نہ جپیں۔ حیا آتی ہے صداقت و امانت سے! یہ ایسے ہی ہے جیسے حسن یوسف والے باپ کی گود میں کالا بھجنگ سوکھا سڑا چمگادڑ سا ہونق بچہ ہو تو کوئی مانے گا نہیں کہ یہ اس کی ہی اولاد ہے! سو ہم اور صادق و امین؟ چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک!

دھرنوں کے بیچ اچانک پانسہ پلٹنے کو سامنے آنے والے جاوید ہاشمی پھر بے ساختہ بول اٹھے ہیں۔ سیاست دانوں سے تقابل کرتے ہوئے انہوں نے ججوں، جرنیلوں پر سوال اٹھائے ہیں۔ کہتے ہیں جرنیلوں کی ایک انگلی سے پورا ملک ہل جاتا ہے۔ جرنیل جونہی ریٹائر ہوتے ہیں امریکہ چلے جاتے ہیں۔ (پہنچی وہیں پہ خاک...... کی بنا پر!) آئی ایس آئی کے جتنے سربراہان ہیں وہیں بیٹھے ہوتے ہیں۔ ان کی جائیدادیں بے شمار ہیں۔ کوئی نیوزی لینڈ، کوئی آسٹریلیا اور دبئی ہے۔ مجھے بتایا جائے کوئی ان سے پوچھ سکتا ہے؟ جاوید ہاشمی کے سوال کا جواب تو عدلیہ ہی دے سکتی ہے۔ جتنے دبنگ انداز میں، جتنی عرق ریزی سے، تندہی سے (کہ عید کی ایک چھٹی کے سوا مسلسل کام، کام اور بس کام! قائداعظم کے اس فرمان پر پوری تاریخ میں پہلی مرتبہ عمل ہوا ہے۔ ورنہ مقدمات نوعیت کے فیصلے تو دادا تا پوتا چلا کرتے ہیں۔) جے آئی ٹی نے کام کیا ہے، ہم پوری امید رکھتے ہیں کہ اب یہ احتساب آگے بڑھے گا۔ مسکین قوم کو سارے سربستہ رازوں سے پردہ اٹھا کر حقائق کی تہ تک (بلاتفریق) پہنچ کر سچ دکھایا جائے گا۔ مشرف کے لیے AFIC کی محفوظ پناہ گاہ اب اس دور میں ممکن نہ ہو گی۔ اگر وزیراعظم کا پورا خاندان کٹہرے میں کھڑا کیا جا سکتا ہے تو پرویز مشرف کیوں نہیں؟ الطاف حسین کو انٹر پول کے ذریعے لایا جائے گا۔ زرداری نے سینما کے ٹکٹ گھر سے عالمگیر جائیدادوں تک کا سفر کیسے طے کیا؟ قوم سے ایسے فارمولے شیئر کرنے میں حرج ہی کیا ہے جس سے معاشی استحکام کا حصول ممکن ہو۔ جرنیلوں کو تو خیر حلال کے قومی خزانے سے مراعات کی صورت جو کچھ ملتا ہے وہ قومی اسمبلی میں ہی سوال کر کے طویل فہرستیں حاصل کی جا سکتی ہیں۔ البتہ کیانی صاحب کے آسٹریلیا میں وسیع وعریض فارم ہاؤسز (Ranches) کی بازگشت اور بھائیوں کے تذکروں بارے معلومات لی جا سکتی ہیں۔ انصاف کا تقاضا تو یہی ہے کہ بلاتخصیص سب کا سبھی کچھ سامنے لایا جائے۔ اگر دامن صاف ہیں تو ڈر کاہے کا؟ آئیے باری باری جے آئی ٹی کے حمام سے غسل فرما کر پاکی کا سرٹیفکیٹ لے کر نکلتے جائیے اور قوم کی گردن پر سواری فرمائیے۔

ریمنڈ ڈیوس کے اٹھائے سوال بھی ہنوز تشنۂ جواب ہیں۔ اگرچہ یہ سب صرف اقتدار کا کھیل ہے۔ اداروں کی باہمی چپقلش ہے جسے غریب عوام، سیلاب کے خطرے میں مبتلا بارشوں، ڈوبتی کھیتیوں، بستیوں، گرتی دیواروں، بجلیوں کے بیچ گھرے لرزاں و ترساں دانتوں تلے انگلی دبائے دیکھ رہے ہیں۔ ملک کے مستقبل، عوام کے مسائل و مصائب سے بے پرواہاتھیوں کی لڑائی چل رہی ہے۔ یہ صرف عدلیہ کی ساکھ مجروح کرنے کا سامان ہے۔ یہ بحران نیا نہیں۔ مشرقی پاکستان کا سانحہ، 71ء کی شکست، کارگل، سیاچن ہی کا تسلسل ہے۔ جو عدالتی نظام جبری لاپتگان، اغواشدگان کے ورثاء...... جیتے جی عورتوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کر دینے والے اذیت ناک مسئلے کو حل نہ کر سکا، آج تک شافی جواب دینے سے قاصر ہے، اب اتنا مستعد کیونکر ہو گیا؟ مظلوموں کی آہ کی تپش وزیراعظم کے خاندان نے اب محسوس تو کی ہو گی! احتساب کے کٹہرے میں اس سے آگے ابھی منزلیں باقی ہیں۔ وہ دن جب نہ ہمدردی جتانے والا میڈیا ہو گا نہ نعرہ زن پارٹیاں۔ تنہا تنہا، پسینے پسینے! ذرہ برابر نیکی، بدی میزان پر لا رکھی جائے گی۔ لیکن آج کے سارے صادق امین ہونے کے دعویدار الصادق ﷺ، الامین ﷺ کی معراج پر دیکھی گئی اس دنیا کی گواہی جو نبی کریم ﷺ نے دی، بھولے بیٹھے

ہیں۔ جہاں بادشاہی اللہ الواحد القہار کی ہوگی اور دم مارنے کی مجال نہ ہوگی۔

چلیے اب ترقی کی ایک خبر سن لیجیے۔ برسرزمین اگر عوام شاکی ہیں تو حکومت نے زیرزمین ترقی کے تمام اسباب فراہم کردیئے ہیں۔ بہاولپور، لودھراں، راولپنڈی، ملتان، فیصل آباد، سرگودھا میں ماڈل قبرستانوں کی منصوبہ بندی کرلی گئی ہے۔ یعنی ہمیں اب صرف اپنے اعمال کی فکر کرنی ہے تاکہ رب تعالیٰ آگے معیار زندگی (جو معیار بندگی کے تابع ہے) اچھا کردے۔ حکمرانوں کو کرسیوں پر لڑنے دیں۔ ہم اس خبر پر کان دھریں۔ یعنی...... آپ تسلی سے مرجایئے باقی کام ہمارا ہے کی خوشخبری آپ کو دے دی گئی۔ عوام الناس نے یہ شعبہ سنبھال رکھا ہے۔ بڑھتی اموات، ٹریفک حادثات، معاشی بدحالی کے ہاتھوں روزافزوں خودکشیاں، قتل وغارت گری، پولیس مقابلے، پھٹتے الٹتے آئل ٹینکر، ڈیم نہ بننے سے امڈتے سیلاب، خیرسگالی کے سیلابی ریلے چھوڑتا بھارت......اراضی کے دو مصارف سامنے آئے ہیں پاکستان میں۔ بڑھتے پھیلتے امراء کے ڈی ایچ اے، بحریہ نوعیت کی پرتعیش ہاؤسنگ سکیمیں...... اور اب ان کے مقابلے پر خط غربت کے نیچے رہنے والوں کے لیے ماڈل قبرستانوں کے رہائشی رقبے۔ خواص کے لیے مربعے اور عوام کا مربہ۔ پھر یہ بھی کہ...... یا خاموش رہو...... یا شہر خموشاں میں منتقل ہوجاؤ۔ اور یہ دور بھی دجالی فتنوں سے پر...... جس میں بحوالہ حدیث...... صاحب ایمان کے لیے زمین کا پیٹ اس کی پیٹھ سے بہتر سمجھا جائے گا! کلمہ طیبہ پر بنے ملک میں ہمیں یہ دن بھی دیکھنا تھا!

☆☆☆

دعائے مغفرت

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ حلقہ پنجاب شمالی کے مبتدی رفیق میجر (ر) شاہد محمود خان وفات پاگئے

☆ حلقہ پنجاب شمالی کے ملتزم رفیق محمد بشیر احمد وفات پاگئے

☆ حلقہ حیدرآباد، لطیف آباد کے مبتدی رفیق شارق خان کے دادا وفات پاگئے

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُم وَارْحَمْھُم وَاَدْخِلْھُم فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُم حِسَابًا یَّسِیْرًا

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ ''جامع مسجد ابوبکر صدیقؓ سعد اللہ جان کالونی، عقب (Admor) ایڈمور پٹرول پمپ نزد سر صاحب زادہ پبلک سکول، پرانا حاجی کیمپ، جی ٹی روڈ، پشاور'' میں

مبتدی تربیتی کورس

06 تا 12 اگست 2017ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر تک)
کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں

اور

امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

11 تا 13 اگست 2017ء (بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر تک)
کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ امراء و نقباء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 091-2262902 0345-9183623

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: (042)36316638-36366638

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ ''31/1 فیض آباد ہاؤسنگ سوسائٹیز، فلائی اور برج، سیکٹر I-8/4 اسلام آباد (دفتر حلقہ پنجاب شمالی)'' میں
11 تا 13 اگست 2017ء (بروز جمعہ نماز عصر تا اتوار نماز ظہر)

مدرسین کورس

(نئے و متوقع مدرسین کے لیے)
کا انعقاد ہو رہا ہے،
زیادہ سے زیادہ مدرسین رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 051-4434438، 0300-8566020، 0333-5382262

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: (042)36316638-36366638

فریضۂ حج اور اُس کی شرائط

ابو حسین

توحید ورسالت کی شہادت کے بعد نماز‘ روزہ‘ زکوٰۃ اور حج اسلام کے عناصر اربعہ ہیں۔ایسی کئی احادیث ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ نے ان پانچوں چیزوں کو اسلام کے ارکان اور ستون بتایا ہے۔مثلاً حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

”اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے: گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں‘ نماز قائم کرنا‘ زکوٰۃ ادا کرنا‘ بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔“ (متفق علیہ)

ان عبادات میں سے نماز اور روزہ خالص بدنی‘ زکوٰۃ خالص مالی‘ جبکہ حج بدنی اور مالی عبادات کا مجموعہ ہے۔اس لیے کہ اس میں مال بھی خرچ ہوتا ہے اور انسانی جسم کی توانائیاں بھی۔

حج کے لغوی معنی ہیں: عظمت والی جگہ کا ارادہ کرنا‘ جبکہ حج کی شرعی تعریف یہ ہے: اقامت نسک کے ارادہ سے بیت اللہ کا قصد کرنے کا نام حج ہے (بحوالہ مفردات القرآن)

فرضیتِ حج کی شرائط

حج کی شرائط دو قسم کی ہیں: (1) حج کے فرض ہونے کی شرائط (2) حج کی ادائیگی کی شرائط۔حج ہر مسلمان پر فرض نہیں ہے‘ بلکہ حج کے فرض ہونے کی چند شرائط ہیں جو ذیل میں بیان کی جاتی ہیں:

(1) مسلمان ہونا: حج اور اسلام کی باقی عبادات کے فرض ہونے کی اولین شرط اسلام ہے۔کسی بھی غیر مسلم پر اسلام کی کوئی عبادت فرض نہیں ہے۔

(2) آزاد ہونا: آزادی حج کی دوسری شرط ہے اس لیے کہ غلام اگر اپنی غلامی کے دنوں میں کئی حج بھی کر لے‘ لیکن جب وہ آزاد ہوگا تو اس کے ذمے حج فرض ہوگا۔اس نے غلامی کے دنوں میں جو حج کیے ہیں اُن کی حیثیت نفلی حج کی ہوگی۔

(3) بالغ ہونا: حج کی تیسری شرط بلوغت ہے۔اگر کوئی نابالغ حج کرتا ہے تو اس کا یہ حج نفلی شمار ہوگا اور جب وہ بالغ ہوگا تو اسے اپنا فرض حج ادا کرنا ہوگا —— نابالغ بچہ اگر اپنے والدین کے ساتھ حج پر جاتا ہے تو اس کو حج کے تمام افعال ادا کرنے چاہئیں اور اگر وہ خود حج کے افعال ادا نہیں کر سکتا تو والدین کو چاہیے کہ وہ اسے اُٹھا کر سارے افعال ادا کریں‘ تاکہ اس بچہ کو بھی حج کا ثواب ملے۔

(4) عاقل ہونا: اگر کوئی شخص پاگل یا مجنون ہے تو اس کے ذمے حج فرض نہیں ہے۔ پاگل اور مجنون شریعت کے کسی حکم کے مکلف ہی نہیں ہیں‘ اس لیے ان پر کچھ فرض نہیں۔البتہ اگر کوئی پاگل یا مجنون تندرست ہو جائے تو اس کے ذمے حج فرض ہے۔

(5) صاحب استطاعت وقدرت ہونا: حج کے لیے ایک شرط صاحب استطاعت وصاحب قدرت ہونا ہے۔اگر کسی شخص میں مندرجہ بالا چاروں شرائط موجود ہیں لیکن اس کے پاس مکہ مکرمہ جانے کے لیے سواری‘ زادِراہ اور قدرت نہیں ہے تو اس پر حج فرض نہیں ہے۔اس بارے میں وضاحت قرآن وحدیث دونوں میں موجود ہے۔سورۂ آل عمران:97 میں فرمایا گیا:

”اور لوگوں پر اللہ کا حق ہے کہ جو اس گھر تک پہنچنے کی قدرت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے۔اور جس نے کفر کیا تو اللہ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے۔“

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جو شخص زادِراہ اور سواری کا مالک ہے جو اس کو بیت اللہ تک پہنچا دے اور وہ حج نہ کرے تو پھر کوئی فرق نہیں ہے کہ وہ یہودی مرے یا عیسائی۔اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا: ”اللہ کے واسطے ان لوگوں پر بیت اللہ کا حج فرض ہے جو اُس تک پہنچنے کی طاقت رکھتے ہوں۔“ (سنن الترمذی)

حج کی ادائیگی کی شرائط

جس شخص میں حج کی فرضیت کی مندرجہ بالا پانچوں شرائط پائی جائیں اس پر حج فرض ہے۔اب اس حج کو ادا کرنے کا مرحلہ آتا ہے۔حج کی ادائیگی کی بھی چند شرائط ہیں۔یہ شرائط جس شخص میں پائی جائیں گی اس کے ذمے خود سے حج ادا کرنا ضروری ہوگا۔اس صورت میں یہ شخص اپنی جگہ کسی اور کو حج کے لیے نہیں بھیج سکتا۔

(1) صحت مند ہونا: حج کی ادائیگی کی اولین شرط صحت مند اور تندرست ہونا ہے۔اگر کوئی شخص ایسا بیمار ہے کہ وہ مکہ مکرمہ کا سفر نہیں کر سکتا تو اس پر خود سے حج کی ادائیگی فرض نہیں ہے۔

(2) راستے کا پُرامن ہونا: اگر راستہ پُرامن نہیں ہے تو اس صورت میں بھی اس شخص پر حج کی ادائیگی ضروری نہیں ہے‘ لیکن اب چونکہ ہوائی جہاز جیسی سفری سہولیات میسر ہیں کہ انسان ہزاروں میل کا سفر گھنٹوں میں طے کر لیتا ہے تو اب یہ شرط تقریباً معدوم ہو چکی ہے۔

(3) عورت کے لیے شوہر یا محرم کا ساتھ ہونا: مندرجہ بالا شرائط کے ساتھ عورت پر حج فرض ہونے کی ایک اضافی شرط یہ ہے کہ اس کے ساتھ شوہر یا محرم ہو۔عورت کا بغیر شوہر یا محرم کے حج کے لئے جانا جائز نہیں ہے۔حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ خلوت نہ کرے اور نہ کوئی عورت سفر کرے مگر اس کے ساتھ محرم ہو“۔ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! فلاں فلاں غزوہ میں شرکت کے لیے میرا نام لکھ دیا گیا ہے اور میری بیوی حج کی ادائیگی کے لیے نکلی ہے۔آپؐ نے فرمایا: ”جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔“ (متفق علیہ)

ہمارے معاشرے میں اس حوالے سے کافی کوتاہیاں دیکھنے میں آتی ہیں‘ مثلاً (1) عورتیں بغیر محرم کے حج کے لیے چلی جاتی ہیں۔(2) ایک عورت کے ساتھ اس کا شوہر یا محرم ہوتا ہے تو دوسری عورت اس عورت کے ساتھ چلی جاتی ہے کہ چلو ایک کے ساتھ تو محرم ہے نا‘ حالانکہ یہ سراسر غلط ہے۔(3) منہ بولے بھائی محرم نہیں ہوتے‘ اس لیے ان کے ساتھ حج پر جانا جائز نہیں ہے۔(4) پاکستانی قانون کے مطابق چونکہ عورت بغیر محرم کے نہیں جا سکتی‘ اس لیے عورتیں گروپ لیڈر یا کسی غیر محرم کو محرم بنا کر حج پر چلی جاتی ہیں ایسا کرنے میں دو گناہ لازم آتے ہیں ایک غلط بیانی کا اور ایک بغیر محرم کے حج پر جانے کا۔

(4) عورت کا عدت میں نہ ہونا: عورت کے لیے ایک اور اضافی شرط یہ بھی ہے کہ وہ عدت میں نہ ہو۔عدت بھی حج کی ادائیگی کے لیے رکاوٹ ہے۔

ہاں یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ اگر کوئی عورت بغیر محرم کے یا عدت کے دوران میں حج پر چلی جاتی ہے تو اگرچہ اس صورت میں اس کا فرض حج تو ادا ہو جائے گا‘ لیکن بغیر محرم کے یا دورانِ عدت سفر کرنے کا گناہ اس کے سر رہے گا۔

استطاعت کے باوجود حج میں تاخیر کرنا!

ہمارے معاشرے میں یہ کوتاہی عام ہوتی جا رہی ہے کہ ایک شخص میں حج کے فرض ہونے اور حج کی ادائیگی کی تمام شرائط پائی جاتی ہیں لیکن وہ بلاوجہ حج کرنے میں تاخیر کرتا رہتا ہے۔ایسا کرنے پر سخت وعید آئی ہے۔امام شافعیؒ اور امام محمدؒ کے علاوہ باقی تمام ائمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی شخص استطاعت کے باوجود حج میں تاخیر کرتا ہے تو وہ اس تاخیر کی وجہ سے گناہگار رہے۔

دوسری کوتاہی یہ ہے کہ ہمارے معاشرے کی اکثریت حج کے لیے بڑھاپے کا انتظار کرتی ہے۔لوگ اس وقت حج پر جاتے ہیں جب ان میں کمزوری بہت بڑھ جاتی ہے اور حج کے مناسک ادا کرنے میں ان کو بہت تکلیف اور مشقت برداشت کرنی پڑتی ہے۔اس کوتاہی کا ازالہ کیا جانا ضروری ہے۔ہمیں چاہیے کہ قدرت اور استطاعت ہوتے ہی حج کے لیے چلے جائیں اور اس معاملے میں صحت اور جوانی کو بیماری اور بڑھاپے پر ترجیح دیں۔اور اولاد کے شادی بیاہ کو بھی رکاوٹ نہ بننے دیں۔

☆☆☆

عبرت سرائے دہر ہے اور ہم ہیں دوستو!

محمد سمیع

دنیا میں افراد کو عروج حاصل ہوتا ہے اور پھر اسے زوال سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ یہ معاملہ صرف افراد کے ساتھ ہی نہیں بلکہ قوموں کے ساتھ بھی پیش آتا ہے۔ قرآن میں عبرت پذیری کے یہ معاملات بھرے پڑے ہیں۔فرعون کو اتنا عروج حاصل ہوا کہ وہ اپنے رب اعلیٰ ہونے کا نعرہ لگانے لگا اور جب اسے زوال سے دوچار ہونا پڑا تو وہ اکیلا نہیں تھا بلکہ اس کی پوری قوم کو اس کے ساتھ غرق آب ہونا پڑا۔نمرود کو جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعوت توحید دی تو اسے بتایا کہ میرا رب تو وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے تو اس نے کہا کہ یہ کام تو میں بھی کرسکتا ہوں۔ اس نے سزائے موت دیئے گئے مجرم کو رہا کردیا اور ایک عام مجرم کو پھانسی پر چڑھا دیا۔لیکن وہ ایک معمولی کیڑے مچھر کے ہاتھوں موت کا شکار ہوا۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمیں سوچنا یہ چاہیے کہ اگر کسی فرد یا قوم کو عروج حاصل ہوتا ہے تو اس کی وجہ کیا ہوتی ہے اور کسی فرد یا قوم کو کس لیے زوال کا شکار ہونا پڑتا ہے؟ وجوہات پر غور کے نتیجے میں ہی عبرت حاصل ہوسکتی ہے۔

جب ہم اپنی گزشتہ ستر سالہ ملکی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں ایوب خان کا عروج اور پھر اس کا زوال نظر آتا ہے؟ ذوالفقار علی بھٹو کا عروج بھی ہم نے دیکھا اور اس کا زوال بھی۔ ہمارے حکمراں اپنی تاریخ کے ان واقعات سے عبرت حاصل نہیں کرتے لہٰذا ان کے ساتھ بھی یہ معاملہ پیش آتا ہے جس کی تازہ مثال مملکت خداداد پاکستان جسے ہم اسلامی جمہوریہ پاکستان کہتے ہیں، کے وزیراعظم کے ساتھ ہونے والے واقعات ہیں۔ ہماری عدالتیں تو ان حکمرانوں پر لگائے گئے الزامات کی تصدیق کے بعد سزائیں دیتی ہیں۔لیکن اگر ہم حضور ﷺ کے اس ارشاد گرامی کو ذہن میں مستحضر رکھیں جس میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ قوموں کو قرآن کے ذریعے عروج عطا فرماتا ہے اور اس سے صرف نظر کرنے کے نتیجے میں ذلیل وخوار کرتا ہے۔ یہ اصول نہ صرف قوموں بلکہ افراد سمیت پوری امت پر لاگو ہوتا ہے۔آج ہم امت کے قرآن سے تعلق کو ذہن میں لائیں تو اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ قرآن سے دوری کے نتیجے میں امت عالمی سطح پر ذلت وخواری سے دوچار ہے۔

میاں نواز شریف پر جو الزامات عائد ہوئے ہیں ہم اس کو کوئی اہمیت اس لیے نہیں دیتے کہ صرف وہی نہیں بلکہ ملک کے چھوٹے سے چھوٹے تاجر سے لے کر بڑے بڑے سرمایہ دار اور صنعتکار پر بھی یہ الزامات صادق آتے ہیں۔ہمیں عبرت پذیری کے لیے میاں صاحب کے ماضی پر ڈالنی چاہیے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ ایک کھاتے پیتے صنعتکار گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں لیکن جب اللہ تعالیٰ نے انہیں اقتدار نصیب کیا تو انہیں کیا کرنا چاہیے تھا اور انہوں نے کیا کیا، اس پر بھی نظر ڈالنے کی ضرورت ہے۔ مسلم لیگ وہ جماعت ہے جس کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس کی تحریک کے نتیجے میں برصغیر میں اسلام کے نام ایک مسلم ریاست دنیا کے نقشے پر وجود میں آئی۔اس جماعت کا فرض تھا کہ وہ اس مسلم ریاست میں اسلام کا نظام عدل نافذ کرتی لیکن اس نے اس مقصد کو نظرانداز کیا تو اس قومی جماعت کی یہ حالت ہوگئی کہ جو بھی آمر اقتدار میں آیا، اس نے ایک نئی مسلم لیگ اپنے اقتدار کو قائم کرنے کے لیے بنا لی۔نتیجہ یہ ہوا کہ عوامی مسلم لیگ، کنونشن مسلم لیگ، کونسل مسلم لیگ اور نہ جانے کتنی مسلم لیگیں وجود میں آئیں۔ مجھے جماعت اسلامی کے ایک رہنما محمود احمد فاروقی مرحوم کا یہ قول آج تک نہیں بھولا کہ مسلم لیگ کی مثال اس بیوہ عورت کی سی ہے، جسے جو چاہتا ہے اغوا کرلیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میاں نواز شریف کو یہ موقع عطا فرمایا کہ انہوں نے ایک مستحکم مسلم لیگ، مسلم لیگ ن کی صورت میں قائم کیا۔اس وقت تو الف سے لے کر یا تک پتہ نہیں کتنی مسلم لیگیں ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی مسلم لیگ ن سے مقابلہ نہیں کرسکتیں۔ان پر فرض عائد ہوتا تھا کہ:

1۔ وہ قیام پاکستان کے مقصد کی تکمیل کے لیے یہاں اسلام کے نظام عدل اجتماعی کا نفاذ کرتے۔اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کے لیے دو مرتبہ دو تہائی اکثریت والی حکومت عطا فرمائی لیکن وہ اس سعادت سے محروم رہے۔ یہ سب سے بڑا جرم تھا جو ان سے سرزد ہوا۔

2۔ملکی معیشت کو سود سے پاک کرنے کے لیے بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں موقع عطا فرمایا۔ جب 1991ء میں فیڈرل شریعت کورٹ نے بینکنگ سود کو ربا قرار دیا اور حکومت کو سود سے پاک متبادل نظام معیشت رائج کرنے کے لیے کہا تو میاں صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ وہ کورٹ کے اس فیصلے کے خلاف اپیل نہیں کریں گے۔لیکن بعدازاں اپیل کردی گئی اور یہ معاملہ عدالتی کارروائیوں میں اب تک لٹکا ہوا ہے۔انہوں نے فیصلے پر عملدرآمد نہ کرکے پوری قوم کو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کی زد میں رکھا ہوا ہے۔

3۔محصورین بنگلہ دیش لاکھوں کی تعداد میں وہاں کیمپوں میں انتہائی تکلیف دہ زندگی گزار رہے ہیں اور ان کی عظیم اکثریت صوبہ بہار سے ہجرت کرنے والوں کی ہے۔قائداعظم محمد علی جناح کا یہ قول ریکارڈ پر ہے کہ بہار میں 1946ء میں ہندو مسلم فسادات نے ان کی زندگی میں پاکستان کے قیام کو ممکن بنا دیا۔ان کی دو نسلیں بنگلہ دیش میں گزر چکی ہیں لیکن ہماری کسی حکومت نے ان کی پاکستان منتقلی تو دور کی بات ہے، انہیں پاکستان کا شہری تسلیم کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ان حکومتوں میں میاں شریف کی حکومتوں کے ادوار بھی شامل ہیں۔

4۔کہتے ہیں ریاست ماں جیسی ہوتی ہے۔ تو ریاست کا سربراہ یقیناً باپ جیسا ہوتا ہے۔ایک سربراہ نے قوم کی بیٹی ڈاکٹر عافیہ کو امریکہ کے ہاتھوں فروخت کردیا تو دوسرے نے اب تک اپنے وعدے کے باوجود اس کی امریکی قید سے رہائی کے سلسلے میں کوئی اقدامات نہیں کیے۔

5۔ پاکستان کا قیام دوقومی نظریے کی بنیاد پر عمل میں آیا تھا اور بابائے قوم نے فرنگی حکمرانوں پر دلائل کے ذریعے ثابت کردیا تھا کہ ہندو اور مسلمان دو مختلف قومیں ہیں۔لیکن میاں صاحب نے ہندو برادری سے خطاب کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کا خدا ایک ہے۔ہم جسے خدا کہتے ہیں، ہندو اسے بھگوان کہتے ہیں۔ہم میں اور اُن میں کوئی فرق نہیں۔گویا انہوں نے اس طرح نہ صرف دوقومی نظریئے

کی نفی کی بلکہ قرآن کے واضح طور پر اعلان کردہ موقف کی بھی نفی کر دی کہ مسلمانوں کی عداوت میں یہود اور مشرکین انتہائی سخت ہیں۔ یہودی اپنی پرانی ڈگر پر قائم ہیں بلکہ بدتر ہو چکے ہیں اور ہندو سے بڑھ کر مشرک کون ہو سکتا ہے جن کی اکثریت آج کے دور میں بھی بتوں کو پوجتی ہے۔

6۔ پیپلز پارٹی کے چیئر مین بلاول بھٹو زرداری نے ہندوؤں کی دیوالی کی تقریب میں شرکت کی تو اس کی پیروی کرتے ہوئے میاں صاحب نے بھی دیوالی کی تقریب میں شرکت کی۔ یہ بھی اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے کہ مسلمان کفار کی مذہبی تقریبات میں شرکت کریں۔ پیپلز پارٹی تو ایک سیکولر جماعت ہے اور ظاہر ہے کہ اس کے رہنما بھی سیکولر خیالات کے حامل ہیں لیکن مسلم لیگ تو سیکولر جماعت نہیں تھی۔ قائداعظم محمد علی جناح نے تو زندگی بھر سیکولر کی اصطلاح کو استعمال نہیں کیا اس کے باوجود ہمارے کچھ سیکولر دانشور ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں کہ بابائے قوم کو سیکولر قرار دیں۔ ان کا منشا یہ ہے کہ پاکستان کو ایک اسلامی ریاست کی بجائے ایک سیکولر ریاست بنا دیا جائے۔ ان شاء اللہ، وہ اپنے عزائم بد میں کبھی کامیاب نہیں ہوں گے۔ لیکن میاں صاحب نے نہ صرف کھلے لفظوں میں اعلان کیا کہ پاکستان کا مستقبل لبرل ازم سے وابستہ ہے بلکہ اپنے ہر عمل سے بھی یہ ثابت کیا کہ وہ اور ان کی حکمران جماعت لبرل اور سیکولر ہے۔

کچھ عرصہ پہلے میں نے میاں صاحب کے نام ایک کھلا خط لکھا تھا جس میں اس اندیشے کا اظہار کیا تھا کہ کہیں ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ استدراج کا معاملہ تو نہیں فرما رہا ہے۔ لیکن پاناما لیکس کے حوالے سے ان پر جو جو الزامات سامنے آئے ہیں اس سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ معاملہ استدراج کے مرحلے سے آگے جا چکا ہے اور اب اللہ کی رسی ان پر دراز ہو رہی ہے۔ اب بھی موقع ہے کہ وہ نہایت خلوص کے ساتھ اللہ کے حضور توبہ کریں اور ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے بھرپور عملی اقدام ادا کریں۔

قوم کو بھی اس بات کا احساس ہونا چاہیے کہ اللہ سے سرکشی کے نتیجے میں جو کچھ میاں صاحب کے ساتھ ہو رہا ہے، کہیں یہ معاملہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ نہ شروع کر دے۔ قوم کو بھی اجتماعی توبہ کرنی چاہیے اور اس کے ہر فرد کو اسلام کے نظام عدل اجتماعی کے نفاذ کی جدوجہد میں اپنا بھرپور کردار ادا کرنا چاہیے کہ اسی میں ہماری نجات ہے۔ ☆☆☆

یہود و ہنود کا گٹھ جوڑ اور ہم

محمد فہیم
mfaheemdir@yahoo.com

کس تیزی کے ساتھ یہود و ہنود کی سازشیں آگے بڑھ رہی ہیں جبکہ دنیائے اسلام کے نام نہاد حکمران امریکی جال میں پھنستے جا رہے ہیں۔ امریکی صدر ٹرمپ کا حالیہ دورۂ سعودی عرب اس گریٹ گیم کا اہم ترین سنگ میل ہے جو یہود و ہنود کی گٹھ جوڑ کے ساتھ مسلم امت کے خلاف روز بروز آگے بڑھتا جا رہا ہے۔ ٹرمپ نے نہایت بدمعاشی کے ساتھ مسلم حکمرانوں کو سعودی عرب کے ذریعہ جمع کر کے انھیں کھلے الفاظ میں ''اسلامی دہشت گردی'' کا طعنہ دے کر ان کو فرمان جاری کیا کہ انھیں مل کر امریکی ہدایات کے مطابق دہشت گردی کے نام پر گرم بازار میں اپنا حصہ ادا کرنا ہے۔ اس مقصد کے لیے سعودی عرب سے ارب ہا ارب کے اسلحہ کی فروخت کی ڈیل بھی ہو گئی۔ اس دولت سے ٹرمپ اپنے شہریوں کے لیے روزگار کے مواقع پیدا کریں گے جن کا انھوں نے دوران انتخابی مہم وعدہ کیا تھا۔ ٹرمپ کی اس غیر معمولی کامیابی کے بعد فوراً یہ پیش منظر نظر آ رہا ہے کہ اس نے دنیائے اسلام کے متصادم گروہوں کو فرقہ وارانہ بنیادوں پر ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑا کر دیا ہے۔ یعنی عرب ممالک بمقابلہ ایران۔ اسی طرح یہودی تھنک ٹینک کی منصوبہ بندی کے مطابق فرقہ واریت کے پہلے سے رستے ہوئے زخم کے شگاف کو مزید وسیع کر دیا گیا۔ اس کے فوری بعد ہندوتوا پر ایمان رکھنے والے دہشت گرد اور متعصب ہندو بھارتی وزیراعظم نریندر مودی کی امریکی یاترا اس منصوبے کا دوسرا سنگ میل تھا جس میں امریکی صدر نے کھلے الفاظ میں بھارت کا مکمل اور غیر مشروط مدد و معاون ہونے کا اقرار کیا اور سرکاری طور پر ہندو دہشت گردی جو وہ مقبوضہ کشمیر میں روا رکھے ہوئے ہے کا کوئی تذکرہ نہیں کیا۔ اس کا مطلب ہے کہ اس ریاستی دہشت گردی کو امریکہ کی اشیر باد حاصل ہے۔ مودی کے دورہ کے دوران ٹرمپ اور مودی نے مشترکہ طور پر پاکستان کی طرف سے دہشت گردوں کے خلاف ''ڈو مور'' کے مختلف پیرائے میں اعلانات دہرائے جبکہ پاکستان کی قربانیوں، ہماری مسلح افواج کی ہزاروں شہادتوں اور سویلین جانی و مالی نقصانات کا کوئی تذکرہ نہیں کیا۔ اور اسی منصوبہ بندی کے مطابق نریندر مودی نے وقت ضائع کیے بغیر اسرائیل کا دورہ کیا۔ اسرائیل سے نہ صرف اس نے پاکستان کے خلاف مکمل تعاون بصورت اسلحہ اور ٹیکنالوجی کی سپلائی حاصل کیا بلکہ مودی نے اس موقع پر قادیانیوں کی مکمل حمایت کا بھی اعلان کر دیا۔ قادیانی جو پاکستان کے لیے مار آستین ہیں اور وہ ختم نبوت کے عقیدہ میں نقب لگانے کی بنا پر غیر مسلم قرار دیئے گئے ہیں۔ لہٰذا اسلام اور پاکستان دشمنوں کے نزدیک یہ بات بہت اہم ہے کہ پاکستان کو کمزور کرنے کے لیے وہ قادیانیوں کی مدد و دستگیری کریں۔

آپ یہود و ہنود گٹھ جوڑ کو مشہور یہودی بوڑھے رسوائے عالم ہنری کسنجر کے ایک حالیہ بیان کی روشنی میں سمجھ سکتے ہیں۔ یاد رہے کہ یہ آدمی سیاستدان بھی ہے اور دانشور بھی۔ مسلمانوں کے بدترین دشمن اس بوڑھے نے کہا ہے جو جنگ نہیں دیکھ رہا اور جنگ کی چاپ نہیں سن رہا۔ وہ اندھا اور بہرا ہے'' کسنجر آج کل تھنک ٹینک سے منسلک ہے۔ امریکی تھنک ٹینکس امریکی حکومت کے لیے سہولت کار کا کردار ادا کرتے ہیں۔ وہ عالمی صورت حال کا تجزیہ کر کے حکومت کو امریکہ کے مفاد میں مشورہ دیتے ہیں۔ جس تھنک ٹینکس سے ہنری کسنجر وابستہ ہے وہ سہولت کاری کے ساتھ عالمی سطح پر بعض اقدام اٹھانے پر امریکی حکومت کو آمادہ کرتا ہے۔ ان ٹینکس کی اکثریت میں یہودی گھسے ہوئے ہیں۔ وہ اپنے اور اسرائیل کے مفاد میں کام کرنے کے لیے امریکہ پر دباؤ ڈالتے ہیں اور اس کے لیے میڈیا کو اپنی مرضی کے مطابق چلاتے ہیں۔ اس پس منظر میں کسنجر کا مذکورہ قول دراصل یہ کہنا ہے کہ دنیا پر

جنگ مسلط کرو۔ اب سعودی عرب کے ہاتھ Billions ڈالر کے اسلحہ کی فروخت اور اسرائیل سے مودی کی اسلحہ کی ڈیل کس لیے ہے؟ ظاہر ہے کہ دنیائے اسلام پر جنگ مسلط ہو۔ جیسا کہ ہم مشرق وسطیٰ میں کئی ایک ملکوں کی تباہی و بربادی دیکھتے رہے ہیں۔ ساتھ ہی افغانستان اور پاکستان کے متعلق مغربی طاقتوں، یہودی ایجنٹوں اور ہندو دہشت گرد حکومت کے اقدامات کو بسر چشم دیکھ رہے ہیں۔

سوال کیا جاسکتا ہے کہ اسلامی ممالک کے خلاف یہ سازشیں کیوں ہورہی ہیں جبکہ اسلامی ممالک بھی بالعموم سیکولر حکمرانوں ہی کے تحت ہیں اور ان کی اجتماعیت کے تمام شعبہ جات سیکولر تعلیمات کے مطابق چل رہے ہیں۔ دراصل مغرب، یہود وہنود کو خطرہ یہ ہے کہ کہیں اور کسی وقت کسی مسلمان ملک میں اصل اسلامی نظام اور خدائی قانون نافذ نہ ہوجائے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اگر کہیں ایسا ہوجائے تو انسانیت بحیثیت مجموعی اس طرف راغب ہوجائے گی اور پھر ان کا یہ نام نہاد جمہوری اور سیکولر نظام نہیں چل سکے گا۔ ہمارے ماضی قریب کے واقعات میں USSR کی تحلیل ایک بہت بڑا واقعہ ہے۔ اس کے بعد مغرب کو یہی فکر دامن گیر ہوئی کہ اسلام مغربی تہذیب کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ فوکویا کی کتاب The End of History پر ہنٹنگٹن نے مقالہ لکھا جس کا ٹائٹل تھا The Clash of Civilization اس نے دنیا میں 20 تہذیبوں کا ذکر کیا ہے جن میں سے بارہ تو فنا ہوچکی ہیں اور آٹھ باقی ہیں۔ اس کا دعویٰ ہے کہ ان آٹھ تہذیبوں میں سے مغربی تہذیب بقیہ پانچ کو تو ہضم کرسکتی ہے جبکہ دو یعنی مسلم تہذیب اور کنفیوشس کی تہذیب اس کی راہ میں بھاری پتھر ہیں۔ اب ان کے ہٹانے کے لیے کام ہورہا ہے۔ اس سے سمجھا جائے کہ مغرب (امریکہ) کیوں بھارت کو اس ریجن کا منی سپر پاور بنانے کی مہم جوئی کررہا ہے۔ اس لیے کہ چائنا (جو کنفیوشس تہذیب کا نمائندہ ہے اور پاکستان (جو اسلامی تہذیب کی نمائندگی کرتا ہے) کو ہندوستان کے ذریعے مشکلات سے دوچار کریں۔ چائنا کی سرحدوں پر آج کل بھارتی افواج کا اجماع اسی تاریخ کو دہرانے کی ایک کوشش ہے جب 1962 میں اس نے بے وقوفی کر کے چائنا کو للکارا تھا۔ اور جس کا اس نے مزہ بھی چکھا تھا۔ پاکستان کو Isolate کرنے کے لیے بھارت کے گٹھ جوڑ کے ساتھ امریکہ (جس پر یہودی سوار ہیں) ہمارے تعلقات ہمارے ہمسایوں کے ساتھ بگاڑنے کے لیے ہر سازش کر رہا ہے۔ بھارت ہمارا پہلے سے دشمن ہے۔ بنگلہ دیش نے شیخ حسینہ کی شکل میں ہندو دیوی جیسی صورت اختیار کر رکھی ہے۔ افغانستان ہمارے تمام تر احسانات کے باوجود ہمارے خلاف رہا ہے۔ ایران سے ہمارے تعلقات اب وہ نہیں رہے جو کبھی تھے۔ یاد رہے ایران وہ پہلا ملک ہے جس نے پاکستان کو سب سے پہلے تسلیم کیا تھا۔ سی پیک منصوبہ ہمارے دشمنوں کی آنکھوں میں کھٹک رہا ہے۔ لہٰذا اس یہود وہنود گٹھ جوڑ کی ہر ممکن کوشش ہے کہ یہاں پر فرقہ واریت کے شعلے مزید تیز کردے۔ امریکہ ہمیں ہمیشہ ''ڈومور'' کی گالیاں دے اور کشمیر میں ہندو دہشت گرد ظلم کی داستانیں رقم کرتا جائے۔ پاکستان کا ایک جوہری طاقت ہونا ہمارے ان دشمنوں کی آنکھوں میں ہر وقت کھٹکتا ہے اور اس لیے ان کی سازشوں کا رخ ہر وقت پاکستان کی طرف ہے۔ پھر انھیں خطرہ ہے کہ کہیں پاکستان میں صحیح اسلامی نظام نافذ نہ ہوجائے۔ ع

ہو نہ جائے آشکارا شرعِ پیغمبر کہیں!

ایسے میں پاکستان کی حفاظت، یہاں اسلامی اقدار کا فروغ، اس کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کے تحفظ کی ذمہ داری ہم سب پر عائد ہوتی ہے۔ الحمد اللہ ہماری مسلح افواج اپنے فرائض کو نہایت خوش اسلوبی سے ادا کررہی ہیں۔ دہشت گردی، بیرونی سازشیں، یہود وہنود گٹھ جوڑ اور اندرون ملک بعض ملک دشمن اور اسلام دشمن عناصر کے ساتھ ساتھ بعض دانشوروں اور قادیانیوں کی خفیہ سازشوں کے باوجود پاکستان اور نظریۂ پاکستان کے محافظ ہر وقت چوکس اور قربانیوں کے لیے تیار ہیں۔ تاہم وقت کا تقاضا ہے کہ ہمارے سیاستدان، مذہبی قیادتیں، دانشور، بیوروکریسی اور نظام عدل اپنے اپنے فرائض زیادہ تندہی، ایثار اور حب الوطنی کے جذبہ کے ساتھ ادا کرنے کے لیے مزید کمر کس لیں۔ ان شاء اللہ یہ بیرونی سازشیں اور ہنود و یہود کا گٹھ جوڑ کبھی کامیاب نہ ہوسکے گا بشرطیکہ ہم ایمان پر ہوئے۔

☆☆☆

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر سرکاری ملازم، عمر 45 سال (پہلی بیوی سے طلاق ہوگئی ہے اور 3 بچے ہیں) کو اپنے لیے 30 تا 38 سال کی مطلقہ یا بیوہ (جس کے بچے نہ ہوں)، دینی مزاج کی حامل خاتون کا رشتہ درکار ہے

برائے رابطہ: 0323-4755354

0321-4887526

☆ لاہور میں رہائش پذیر راجپوت فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 26 سال، تعلیم ایم اے اسلامیات، بی ایڈ کے لیے برسرروزگار تعلیم یافتہ لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0323-8412712

☆ بیٹی، عمر 33 سال، تعلیم ایم اے اسلامیات، بی ایڈ، ایم ایڈ، کے لیے دینی گھرانے سے تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0300-8469505

☆ فیصل آباد کے رہائشی رفیق تنظیم اسلامی، آرائیں فیملی کو اپنی بہن، عمر 26 سال، تعلیم حافظ قرآن، ایم فل اور عبادات کے ساتھ گہرا شغف، کے لیے دین دار، تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ رفیق تنظیم اسلامی اور فیصل آباد کے قریبی کو ترجیح دی جائے گی۔

برائے رابطہ: 0333-2141046

☆ ملتان شہر کے رہائشی ملتزم رفیق تنظیم اسلامی، عمر 25 سال، تعلیم حافظ قرآن، ایم بی اے، برسرروزگار اور ذاتی مکان کے لیے دین دار گھرانے سے تعلق (بنیادی عبادات سے گہرا شغف) رکھنے والی تعلیم یافتہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ ملتان یا قریب ترین فیملی کو ترجیح دی جائے گی۔

برائے رابطہ: 0333-2141046

ضرورت سپروائزر

مرکز تنظیم اسلامی، چوہنگ لاہور کے لیے کنسٹرکشن سپروائزر کی ضرورت ہے۔ کھانا اور سنگل رہائش کے ساتھ معقول مشاہرہ دیا جائے گا۔ تنظیمی رفقاء کو ترجیح دی جائے گی۔

برائے رابطہ: عمران چشتی 03009487080

Ditching Muslims, Arabs, Palestinians and threatening Pakistan "the Modi way"

'India and Israel must be conspiring against Pakistan'. This was the general opinion expressed by leading str ategic analysts in the world, following the Indian PM, Narindra Modi's recent visit to Israel, the first official visit by an Indian head of the state to the Zionist-entity. Experts also say that Modi's recent visits (first to Washington followed by Tel Aviv) define the contour of India's global, regional and local foreign policy.

Ahead of Modi's visit to Israel, India and the Jewish state had signed USD 1.6 billion (Rs 10,400 crore) mega defence deals that raised several eyebrows in Pakistan and China. The Prime Ministers of India and Israel not only endorsed the deal and many similar agreements in weapons and defense, one of the most alarming situations arose when upon the Indian PM's request, Netanyahu eagerly promised to assist India in all possible ways in crushing the indigenous freedom movement in Occupied Kashmir. Israel has plenty of experience in carrying out genocide and war crimes against the Palestinians. The Zionist state particularly stated that it would assist India in "combating the 'Pakistan-sponsored terrorism' in Kashmir," hence letting the proverbial cat came out of the bag.

However, the defence deals in the open between India and Israel is an issue of major concern for Pakistan, as it has clearly shown that Israel wants engagement in the South-Asia region.

It must be noted that Israel has long been a major supplier of arms to India but those deals have deliberately been kept secret by both. Israel has been providing India material and training to fight dissidents in Kashmir. It has also provided India important logistical support such as specialized surveillance equipment, cooperation in intelligence gathering, joint exercises and cooperation to stop money-laundering and terror-funding. Tactics used by Israeli Defence Forces (IDF) in the guerrilla and urban warfare in its war against Palestinians in the West Bank and Gaza Strip can be adopted by the Indian security forces in countering 'insurgency' in Kashmir, or, better put, the indigenous freedom struggle of the Kashmiris.

Israeli army officers have also been imparting training to the Indian army officers to curb the freedom movement in Indian-held Kashmir. The Israeli Army Chief, Major General Avi Mazrahi, also visited Indian-occupied Kashmir on September 10, 2008, and interacted with senior Indian army officers. He gave a lecture on counterterrorism, and was given a briefing on security situation. A team of Israeli experts also visited Indian Occupied Kashmir and surveyed sites for establishing new electronic warfare detachments along the Line of Control (LoC) and the working boundary. In addition to that, another team visited Indian-held Kashmir and advised the Indian army on improvement of LoC fencing including construction of walls at selected locations. This fencing of LOC is also fitted with Israeli anti-personnel devices like thermal imagers. Indian fencing of the LoC can be equated with the separation wall build by Israel in occupied Palestinian territory. Furthermore, following Israel's footsteps, India has also been trying to bring about demographic changes in

changes in Kashmir so that the Muslim majority can be converted into a minority.

Moreover, India's "dramatic and unprecedented" abstention, from the UN Human Rights Council (UNHRC) vote on Israeli violation of international humanitarian law during 2014-Gaza offensive came as a shocker to the tormented Palestinian people and their leadership.

As rightly pointed out by many, India's abstention vote sent a clear message of the Modi government's leniency toward Tel Aviv's disproportionate use of force on unarmed Palestinians.

But, can anybody really expect anything better from a leader who has shown no mercy to his fellow minority citizens, when they were systematically butchered under his leadership during the horrendous 2002 riots in Gujarat, prompting the then Prime Minister AB Vajpayee to confess that "it was a gigantic mistake?" Not many know that Vajpayee suffered from a feeling of guilt — for not being able to do anything worthwhile for the innocent riot victims who were preyed upon by Hindutva thugs — ever since and never emotionally recovered thereafter. Moreover, Modi comes from a political creed whose ideologues are consistent supporter of Zionist movement and views Israel as a bulwark against the so called "Islamist terror." In fact Hindutva and Zionism have long complemented each other and Hindutva icons like MS Golwalkar were in favor of giving the Jews a "natural territory (originally, the land of the Palestinian people) to complete their nationality."

Hindutva ideologues are already talking openly about a Hindu-Zionist collaboration to consolidate India's 'fight against terrorism', which is nothing but a euphemism for targeting Muslims in South Asia. A senior intelligence source in India has confirmed Tel Aviv's covert involvement with Hindu fanatical elements in fanning virulent anti-Muslim sentiments across India. Put that together with the meeting of PM Modi with the leaders of the Qadiyani and Bahai faiths, both sworn enemies of Islam, all done in the presence and under the auspices of PM Netanyahu, the visit appears to have had more than just weapons deals on the agenda list.

It all boils down to a clear conclusion: more than just a burgeoning Indo-Israeli military relationship – New Delhi is now leveraging her newfound role as a "key and natural ally" of Israel and the Western World Order to gain regional supremacy in South Asia at the expense of ditching the Palestinian cause and the displeasure of her own Muslim population, let alone the rest of the Islamic world – in order to bring her hardcore fanatic and racist regime in alignment with those that cause damage to Islam wherever and whenever possible.

<u>Article adapted from the following sources:</u>
Daily Mail, Arab News, DAWN, Times of Israel and Hindustan Times

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ "قرآن اکیڈمی K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور" میں

امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

04 تا 06 اگست 2017ء

(بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ امراء و نقباء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 37520902(042)

0323-4475001 ، 0300-4212181

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 36366638-36316638(042)

VOL : 26 Regd. C.P.L NO. 114 No.29
Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore